REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP. 3.

جلد ۲۶ — شمارہ ۲۹

ہفت روزہ بدر قادیان

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

نائبین
جاوید اقبال اختر
محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۴۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. PIN.143516.

۴ر شعبان ۱۳۹۷ھ — ۲۱ر وفاء ۱۳۵۶ہش — ۲۱ر جولائی ۱۹۷۷ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۸ر وفا (جولائی) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۷۷ء کی اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔" احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۸ر وفا (جولائی) حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۷ء رات قریباً سوا نو بجے مسجد احمدیہ سرینگر کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ مذکورہ مسجد کا سنگِ بنیاد مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۷۷ء بعد نماز جمعۃ المبارک رکھا گیا۔ کشمیر کی تقریباً تمام جماعتوں سے نمائندے اس موقع پر موجود تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

گیمبیا میں جماعت ہائے احمدیہ کا تیسرا کامیاب جلسہ سالانہ

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مرزا عبد الحق صاحب ٹیچر نصرت سیکنڈری سکول گیمبیا

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کا تیسرا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۱ر ۲۲ر مئی ۷۷ء نصرت سیکنڈری سکول بنجول کی گراؤنڈ میں منعقد ہونے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

کُل چار اجلاس منعقد ہوئے۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت وزیر امور اقتصادیات و صنعت جناب ایم۔ سی۔ چام نے فرمائی۔ اجتماعی نمازِ تہجد اور بعد نمازِ فجر درس القرآن کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ رہائش اور طعام کے جملہ انتظامات نہایت احسن رنگ میں مقامی جماعت کی طرف سے سرانجام پائے۔ تمام جماعتوں کے کثیر احباب دُور دُور کی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد محبت اور شوق کے باعث قبل از وقت ہی پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ مستورات کے لئے الگ بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔

معمول کے مطابق سہ روزہ جلسہ کی بجائے ملکی عام انتخابات کے باعث امسال صرف دو روزہ پروگرام ایک ماہ قبل شائع و تقسیم کیا گیا جس کے آخری صفحہ پر جماعت کا عمومی تعارف کرایا گیا تھا۔ علاوہ ازیں دعوتی کارڈ بھی احباب کو بھیجے گئے تھے۔ جلسہ سے ایک دن قبل ریڈیو گیمبیا سے جلسہ کی خبر کے ساتھ امیر مکرم مولوی عبد الشکور صاحب کا دس منٹ کا انٹرویو بھی تین زبانوں میں نشر کیا گیا جس میں جماعت کے قیام کا مقصد اور ترقیٔ اسلام کے لئے اشاعتی پروگراموں کے علاوہ انسانیت کی خدمت کے لئے تعلیمی و طبی مراکز ایسے منصوبوں سے بھی روشناس کرایا گیا تھا۔ اسی طرح جلسہ کے کامیاب انعقاد کی خبر کے ساتھ غلبۂ اسلام کے عزم کو بھی قومی ریڈیو سے متعدد بار نشر کیا گیا۔

پہلے اجلاس میں ۳۰۰ کے قریب افراد شامل ہوئے جن میں کافی تعداد غیر از جماعت احباب کی بھی تھی۔

جلسہ سالانہ کے اجلاس اوّل کا آغاز ۱/۲ ۳ بجے بعد دوپہر زیر صدارت وزیر اقتصادیات و منصوبہ بندی عزت مآب جناب ایم۔ سی۔ چام، نصرت ہائی سکول کے میدان میں مخصوص طرز کے وسیع خیمہ میں شروع ہوا۔ باقاعدہ کارروائی اجلاس سے قبل صدرِ اجلاس کی اجازت سے جماعت کے جنرل سیکرٹری جناب ٹی۔ بی۔ فون صاحب نے جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کے صدر اور نو آزاد مملکت کے پہلے گورنر جنرل عزت مآب سر فریان سنگھاٹے صاحب مرحوم (جو جلسہ سے صرف چار یوم قبل وفات پا گئے تھے) کے اوصافِ حمیدہ اور جماعتی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کرنے کے بعد بتایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" آپ کی ذات با جود میں پورا ہوا۔ جناب فون صاحب نے جملہ جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا اور مجلس عاملہ کی طرف سے مرحوم کو سپاس تعزیت پیش کرتے ہوئے غمزدہ کنبہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ اور مرحوم کیلئے دُعا کی۔

سپاس تعزیت کے بعد کارروائی اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ جو مکرم محمد محمود اقبال صاحب نے خوش الحانی سے کی۔ بعدہٗ امیر محترم مولوی عبد الشکور صاحب نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے احباب کو ذکر اللہ و ذکرِ رسول کی طرف توجہ دلائی (یہ حصہ ریڈیو سے نشر ہوا۔)

جناب امیر صاحب نے بتایا۔ دراصل جلسہ سالانہ کا آغاز ۸۶ برس قبل ۱۸۹۱ء میں بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہاتھوں ایک گمنام بستی قادیان (انڈیا) میں ہوا تھا جس میں صرف ۷۵ آدمی شریک ہوئے اور امسال جماعت کے مرکز ربوہ (پاکستان) میں سوا لاکھ سے بھی زائد افراد اکنافِ عالم سے شریک ہوئے جن میں ایشیائی ممالک کے علاوہ یورپ، افریقہ اور امریکہ کے نمائندے موجود تھے۔ مکرم امیر صاحب نے نوجوانوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دلائی۔

پہلی تقریر "احمدیت گیمبیا میں" کے موضوع پر جناب آشمالک صاحب نے فرمائی۔ آپ نے بتایا اگرچہ کافی عرصہ سے جماعت کا لٹریچر اس ملک میں پہنچ چکا تھا تاہم ۱۹۵۵ء میں ایک نائیجیرین دوست جناب لامن بارا انجائے صاحب کی کوشش سے باقاعدہ لٹریچر پہنچنا شروع ہوا۔ چنانچہ وہ خود بھی احمدیت قبول کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ تاہم آپ کی مساعی کے نتیجہ میں ۱۹۵۹ء میں نائیجیریا سے پہلے لوکل مبلغ مکرم حمزہ صاحب، پھر غانا سے جناب جبریل یہاں وارد ہوئے۔ مقامی احباب کے مطالبہ پر مارچ ۱۹۶۱ء میں پہلے پاکستانی مبلغ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل اور ان کے بعد مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی خدمتِ اسلام کے لئے اس سرزمین میں وارد ہوئے۔ پہلے مشنری ڈاکٹر ۱۹۶۸ء میں مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب یہاں پہنچے۔

جناب آشمالک نے دورانِ تقریر بتایا کہ گیمبیا کا ملک اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ ۱۹۷۰ء میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ذرّیتِ طیبہ میں سے اُن کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے یہاں ورودِ مسعود فرمایا۔ نیز یہ کہ مغربی افریقہ میں اشاعتِ اسلام کے پروگرام "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کا القاء بھی آپ پر یہیں ہوا۔ چنانچہ اس وقت عوام کی تعلیمی و طبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک سیکنڈری سکول، ۵ میڈیکل سنٹر اور ایک ڈینٹل کلینک کام کر رہا ہے۔

(آگے دیکھئے صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ ر وفا ۱۳۵۶ ہش

دین کی باتیں سنیں اور سنائیں

دین کی باتیں سننا اور سنانا نہایت درجہ بابرکت مشغلہ ہے۔ اس سے آپ کا دین بھی سنورتا ہے اور آپ کی دنیا بھی درست رہتی ہے۔ یہ محبوب مشغلہ اگر آپ کے اپنے گھر میں جاری ہے تو نہ صرف یہ کہ آپ کی اپنی ذات کو بے انتہا فوائد ملیں بلکہ آپ کے اہل خانہ، آپ کے بال بچوں اور سبھی تعلق داروں کے لئے بھی خیر و برکت کے در کھلیں۔ اور جب اس مشغلہ کو اپنے گھر کی چار دیواری اور تعلق داروں سے باہر بھی وسعت دیتے ہیں۔ آپ کے اہل محلہ اور دوسرے شہر واسی ان باتوں کو سنتے سناتے ہیں تو گویا آپ نے ایک ایسے معاشرے کی بنیادیں پختہ کرنے میں حصہ لیا۔ جسے اسلام ساری دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور وقت کی ضرورت بھی یہی ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق بخاری شریف کے بالکل ابتدا میں آتا ہے کہ جب بھی وہ کسی جگہ جمع ہوتے اور انہیں باہم مل کر بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ ایک دوسرے سے کہتے تَعَالَوْا نُؤْمِنْ سَاعَةً۔ آؤ! تھوڑی دیر ہم مل کر ازدیادِ ایمان کی باتیں کریں۔ تب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور حضورؐ کی بیان فرمودہ ایمان افروز باتیں کرتے اور جن سے اُن کے اپنے ایمان و ایقان میں بھی اضافہ ہوتا اور جو کوئی دوسرا اس مجلس میں حاضر ہوتا اُسے بھی اس سے زبردست رُوحانی فائدہ پہنچتا۔ دینی باتوں کا افادی پہلو اسی صورت میں زیادہ نمایاں ہو سکتا ہے جب ہماری مجالس میں اس طرح کی بات چیت کرنے کا خصوصی لحاظ رکھا جائے۔ نئی پود ہو یا سلسلہ حقہ میں داخل ہونے والے نئے افراد ہوں، اُن کے اندر ایسا رجحان اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے (اور پیدا کیا جانا از حد ضروری ہے) جب جملہ ایسی مجالس میں دینی باتیں سننے اور سنانے کا التزام ہو۔ چند افراد کسی جگہ اکٹھے ہو گئے، اُن میں بات چیت کا سلسلہ جاری ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو قوتِ گویائی بخشی ہے۔ زبان باتیں تو کرے گی۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کسی جگہ لوگ جمع بھی ہوئے ہوں اور وہ زبانوں پر تالے لگا دیں۔ اسلام نے بھی صرف بے فائدہ بات چیت سے منع کیا ہے۔ اچھی بات چیت کرنے کو نہ صرف پسند کیا ہے بلکہ اس کی ترغیب دی ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (سورت النساء : ۱۱۵)

اس آیت کریمہ میں پسندیدہ مجالس کے اصولی موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کے اجتماعات میں صدقہ وخیرات کی ترغیب ہو۔ جس سے غرباء کی امداد ہو۔ اُن کی خبر گیری ہو۔ (۲) معروف باتوں کا چرچا ہو۔ غیر معروف باتوں سے منع کرنے کی تلقین ہو۔ اور تیسرے نمبر پر یہ کہ عامۃ الناس کی خیر خواہی کی نیت سے ان کی تربیت و اصلاح کی تجاویز زیرِ غور آئیں۔ ان پر عمل درآمد کئے جانے کا جائزہ لیا جائے وغیرہ۔

محافل و اجتماعات میں اگر اس طرح کی تعمیری باتوں کا تذکرہ نہیں ہوتا بلکہ اِدھر اُدھر کی لغویات اور بے فائدہ بات چیت شروع ہو جاتی ہے تو سوائے اس کے کہ اہلِ مجلس اپنے سر پر گناہوں کا انبار لے کر اس جگہ سے اُٹھیں اور کیا حاصل ہوگا؟ یا تو وہ کسی کی غیبت کریں گے یا دوسروں پر ناواجب قسم کی تنقید کرتے رہیں گے۔ اور من وجہِ اپنی بڑائی اور برتری کا اعلان کرنے والے بنیں گے، اس سے کیا حاصل؟

صحابہ کرام کے قابلِ تقلید عملی نمونہ کی طرف مختصر اشارہ اُوپر گزر چکا۔ ہمیں اس پاک نمونہ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ کو ایک مامور کی جماعت بنایا ہے۔ اس جماعت نے دُنیا میں پھر سے اسلام کی صحیح تصویر دکھانی ہے۔ ایسی تصویر کا آغاز اچھی بات چیت اور رُوحانی اجتماعات ہی سے ہوتا ہے۔ صحابہ کرام کو شب و روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت حاصل تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قرآن کریم کی حیات بخش تعلیمات کی تفصیل سننے کا موقع ملتا۔ پھر یہ زمرۂ اتقیاء ان باتوں کو اپنی عملی زندگی میں اپنا معمول بناتا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ بڑے ہی مختصر سے وقت میں دُنیا نے زبردست رُوحانی انقلاب کو دیکھ لیا۔

قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے۔ اس میں رُوحانی خزائن کے دریا بہہ رہے ہیں۔ اور سدا بہار درخت کی طرح ہر وقت شیریں ثمرات سے لدا ہوا ہے۔ جس موضوع پر اس وقت ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں، اس کی رُوح پرور اور ایمان افروز جھلک سورت حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع کی حسب ذیل آیات میں ملتی ہے۔ آیئے! آج کی صحبت میں انہی آیات پر غور و فکر کریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (آیت نمبر ۳۴ تا ۳۶)

ان آیاتِ کریمہ میں سب سے پہلے نمبر پر تو داعی الی اللہ کے نہایت درجہ بلند مقام اور بارگاہِ الٰہی میں اس کی زبردست قدر و منزلت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اُس کے منہ سے نکلی ہوئی بات "احسن القول" ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کی باتیں دُوسروں کو سُناتا ہے۔ جس کی بات چیت کا آخری اور پہلا سرا خدا کی ذات ہو تو اس کے منہ سے نکلنے والی بات کیوں نہ پسند کی جانے کے قابل ہوگی۔ اور کیوں نہ اُسے احسن القول قرار دیا جائے گا۔

(۲) پھر اس قرآنی بیان کے مطابق یہ داعی الی اللہ ایسا ہے جس کا اپنا عمل اس کے قول کا ساتھ دے یعنی وہ گفتار کا غازی نہیں بلکہ کردار کا غازی ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے عملی آدمی بننے کی زیادہ تلقین کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ بلکہ آگے چل کر تو یہاں تک فرمایا کہ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ یعنی جس انسان کا قول اُس کے عمل کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا وہ خدا کو ناراض کرنے والا ہے۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خواہش ہے تو قول کو عمل کے مطابق بناؤ۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل پر گرفت کرتے ہوئے سورت بقرہ میں فرمایا گیا ہے کہ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ کہ تم دوسروں کو تو نیک بننے اور بھلائی کرنے کی تلقین کرتے ہو لیکن عمل کے میدان میں تم خود کورے ہو۔ اس لئے زیرِ نظر آیاتِ کریمہ میں داعی الی اللہ کا دوسرے نمبر پر جو نمایاں وصف بیان کیا گیا ہے وہ ہے وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ جس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنے عمل سے اس امر کا ثبوت دیتا ہے کہ راہِ خدا میں میں اپنا سب کچھ دینے والا ہوں۔ اور فانی فی اللہ ہو کر دُوسروں کو خدا کی طرف بُلاتا ہوں۔

تیسرے نمبر پر وہ اندازِ دعوت اور طریقِ تبلیغ بتایا جس کو اختیار کیا جانا چاہیئے۔ فرمایا "اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" کہ تم نے بات چیت کرتے وقت کبھی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دینا بلکہ تم نے احسن طریق کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بنانا ہے۔ اگر کوئی درشتی سے پیش آتا ہے تو تم نے نرمی دکھانی ہے۔ گالی کا جواب گالی میں نہیں دینا۔ بُرائی کرنے والے سے اچھائی اور حُسنِ سلوک سے پیش آنا ہے۔ دُکھ دینے والے کو دُکھ نہیں دینا۔ اُس نے اپنے بُرے اندرونے کا اظہار اپنی زبان اور عمل سے کیا۔ تم نے اپنے اچھے ہی نمونے کو ملحوظ رکھنا ہے۔ جذبات سے مغلوب نہیں ہو جانا۔ یہی تو وقت ہے اپنے جذبات کو کچل کر رکھ دینے کا۔ تب اس کے وہ شاندار نتائج برآمد ہوں گے جن کا آگے چل کر چوتھے نمبر پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ بس تھوڑا صبر و ثبات دکھانے اور اپنا شاندار نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے تب تم دیکھو گے کہ جو تمہاری عداوت میں حد سے گزر رہا تھا تمہارے حسنِ سلوک سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

(آگے دیکھئے صا پر)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عمرِ دُنیا کے آخری ہزار سال کیلئے مجدد بنایا ہے

اس لحاظ سے اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے اور ہمیشہ غالب رکھنے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے

ہمارا فرض ہے کہ ہم الف آخر کے اختتام تک اپنی اس ذمہ داری کو پوری مستعدی سے ادا کرتے چلے جائیں!

فضلِ عمر درس القرآن کلاس کے طلباء اور طالبات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے افتتاحی خطاب کا خلاصہ

ربوہ ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ احسان ۱۳۵۶ ہش (مطابق ۲۷ جون ۱۹۷۷ء) کو دسویں فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا افتتاح فرماتے ہوئے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک صدی کے نہیں بلکہ عمرِ دُنیا کے آخری ہزار سال (الف آخر) کے مجدد ہیں۔ اس لحاظ سے احمدی مرد ہوں یا خواتین، بوڑھے ہوں یا نوجوان اور بچے، ان سب کے کندھوں پر اسلام کو اپنی زندگیوں میں زندہ و تابندہ رکھنے اور نسلاً بعد نسل زندہ رکھتے چلے جانے اور اسے ساری دُنیا میں غالب کرنے اور الف آخر کے اختتام تک غالب رکھنے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

حضور نے واضح فرمایا کہ ہم اس ذمہ داری کو اس وقت تک ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہمارے مرد اور ہماری عورتیں، ہمارے بڑے اور ہمارے چھوٹے الغرض سب افراد قرآن سے غایت درجہ پیار کرنے والے، اس کے علوم میں دسترس رکھنے والے اور اس پر کما حقہ عمل کرنے والے نہ ہوں۔ اور پھر یہ اوصاف ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل نہ ہوتے چلے جائیں۔ اسلئے یہ امر از حد ضروری ہے کہ الف آخر کے اختتام تک ایسی نسلیں پیدا ہوتی چلی جائیں جو ان اوصاف سے پوری طرح متصف ہوں اور جو اپنے ان اوصاف کے بل پر اپنے اپنے زمانہ میں اسلام کو غالب رکھنے کا کارنامہ پوری مستعدی سے سرانجام دیں تا اسلام کے غلبہ کو دوام حاصل ہوتا چلا جائے۔

فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا افتتاح

یہ امر قابل ذکر ہے کہ فضلِ عمر درس القرآن کلاس (جس کا افتتاح ۲۷ جون کو عمل میں آیا) میں امسال ربوہ اور ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کے ۸۶۹ نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔ ان میں سے مردوں کی تعداد ۳۸۹ اور عورتوں کی تعداد ۴۸۰ ہے۔ کلاس حسب سابق نظارت اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں منعقد ہو رہی ہے۔ جہاں طالبات کے لئے پردہ کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ کلاس ۱۱ر جولائی تک جاری رہے گی۔ اس کے منتظم اعلیٰ محترم شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس روز نقرس کی تکلیف اور ناسازیٔ طبع کے باوجود صبح آٹھ بجے مسجد مبارک میں تشریف لا کر طلباء اور طالبات کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ جس کے اختتام پر حضور نے اجتماعی دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کے ساتھ کلاس کا افتتاح فرمایا۔ حضور کے اس بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور ایدہ اللہ کا افتتاحی خطاب

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا انسان کی ذمہ داری کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ حاصل کیا کرنا چاہتا ہے۔ جتنا بڑا مقصد کسی کے سامنے ہوتا ہے اتنی ہی عظیم ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک طالب نے پانچویں جماعت کا امتحان دینا ہے۔ اُسکی ذمہ داری اُس طالب علم کے مقابلہ میں کم ہوگی جو ایم اے یا ایم ایس سی کا امتحان دینا چاہتا ہے۔ اس چھوٹی سی مثال سے ظاہر ہے کہ انسان کی ذمہ داری کا تعین اُس مقصد کے مطابق ہوتا ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی میں بھی مقصد کے لحاظ سے ذمہ داریوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ پھر بعض انفرادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور بعض اجتماعی۔ یہ تفریق بھی اپنی جگہ قائم ہوتی ہے۔ مزید برآں چونکہ اللہ تعالیٰ نے استعدادیں اور صلاحیتیں مختلف بنائی ہیں، جن سے اس اختلاف کی وجہ سے بھی افراد اور جماعتوں کی ذمہ داریوں کی نوعیت بدلتی چلی جاتی ہے۔ پھر زمانہ کی حد بندی ذمہ داریاں متعین کرنے میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ دوڑ دھوپ اور جدوجہد کا زمانہ مختصر ہو تو ذمہ داریاں بھی اسی نسبت سے محدود نوعیت کی ہوتی ہیں۔ اور اگر یہ عرصہ طویل مدت پر پھیلا ہوا ہو تو پھر ذمہ داریوں میں وسعت کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔

مجددین کی آمد اور ان کی ذمہ داریوں کی نوعیت

ذمہ داریوں کی نوعیت اور وسعت کو اصولی طور پر واضح کرنے کے بعد حضور نے بتایا کہ گزشتہ بارہ سو سال میں اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ میں ہزاروں ہزار ایسے مقربین پیدا کرتا رہا جو اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اپنے علاقہ اور زمانہ میں لوگوں کی اصلاح کرتے اور اسلام کی خدمت بجا لاتے رہے۔ اسی طرح تجدیدِ دین و احیاءِ دین کی غرض سے جو مجددین آتے تھے ان میں سے ہر مجدد کا زمانہ اور علاقہ بھی محدود ہوتا تھا۔ ہر مجدد کی اصلاح کا زمانہ صرف ایک صدی تک ممتد ہوتا تھا۔ اور جس علاقہ میں اصلاح پر مامور ہوتا تھا وہ بھی محدود ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر عثمان بن فودی صرف مغربی افریقہ کے لئے مجدد بنا کر بھیجے گئے۔ وہاں انہوں نے اور ان کے متبعین نے بدعات کا خاتمہ کر کے اسلام کو اس کی اصل شکل میں نافذ کیا اور اس راہ میں ہر قسم کی مالی اور جانی قربانیاں دیں۔ بہرحال ان کی تجدید کا زمانہ اور علاقہ محدود تھا۔ یہی حال باقی تمام مجددین کا تھا۔ وہ اپنے اپنے وقت پر ایک مخصوص علاقہ میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے ایک محدود عرصہ تک تجدید و احیاءِ دین کا کام کیا۔

بعثتِ مسیح موعود اور آپ کے زمانہ کی وسعت

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء سے دی ہوئی بشارت کے بموجب سلسلۂ مجددین کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ظہور ہوا۔ تو جیسا کہ آپ نے خود دعویٰ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف ایک صدی کا مجدد بنا کر نہیں بھیجا۔ بلکہ آپ کو عمرِ دنیا کے آخری ہزار سال کے لئے مجدد ٹھہرایا۔ اسی لئے آپ اُمتِ محمدیہ میں امام آخر الزمان کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ذریعہ ہونے والی تجدید و احیاءِ دین کا سلسلہ صرف ایک صدی تک محدود نہیں ہے بلکہ پورے ایک ہزار سال پر پھیلا ہوا ہے اور یہ ہزار سال بنی نوع انسان کی زندگی کے آخری ہزار سال ہیں۔ آپؑ نے جو کچھ پایا اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پایا۔ اور آنحضورؐ کے لائے ہوئے دین کی تجدید اور دنیا بھر میں اس کے غلبہ کے ضمن میں جو خدمت آپؑ کے سپرد ہوئی اس کا زمانہ عمرِ دنیا کے آخری ہزار سال تک ممتد ہے۔ جب اتنا لمبا زمانہ آپ کے سپرد ہوا ہے اور روئے زمین کے تمام انسانوں کا اپنے ربّ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنا آپ کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ دو تین نسلوں کا کام نہیں ہے بلکہ اس کام نے تیس چالیس نسلوں تک اسی طرح چلتے چلے جانا ہے۔

ہماری ذمہ داریوں کی نوعیت

حضور نے طلباء اور طالبات کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے زمانہ اور آپ کے سپرد ہونے والے کام کی وسعت کے پیش نظر یہ کو یہ امر کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبعین کی حیثیت سے دنیا کے رہبر بنا کر بھیجے گئے ہیں اور روئے زمین پر بسنے والے بنی نوع انسان کو اسلام کی آغوش اور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی غلامی میں لاکر انہیں اللہ تعالیٰ کے حقیقی عباد بنانے کا کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اور آپ نے اس الف آخر میں جس میں سے دنیا گذر رہی ہے، اس کام کو نسلاً بعد نسلٍ کرتے چلے جانا ہے۔ اس لحاظ سے آپ پر اور جماعتِ احمدیہ کی آئندہ رُو نما ہونے والی تیس چالیس نسلوں پر بہت عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ آپ نے ساری دنیا اور اس کی آئندہ نسلوں کو اسلام کی طرف لانا ہے۔ پھر انہیں اسلام پر قائم رکھنا ہے۔ آپ نے بدعات کے دروازوں کو بند کرنا ہے اور ہمیشہ بند رکھنا ہے۔ اس ضمن میں آپ کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ آپ خدا اور اس کے رسولؐ سے بے وفائی نہ کرنے والے ہوں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامن نہ چھوڑنے والے ہوں۔ مسیح موعود علیہ السلام کے نہ ماننے والے نہ ہوں۔ اور آپؑ کی قائم کردہ جماعت سے علیحدہ نہ رہنے والے ہوں اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ سے تعلّق منقطع نہ کرنے والے ہوں۔ الغرض آپ کی سب سے اوّل اور مقدّم ذمہ داری یہ ہے کہ آپ خدا اور رسولؐ کے سچے وفادار بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے چمٹے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دعاوی پر صدقِ دل سے ایمان لاکر آپؑ کی قائم کردہ جماعت میں پورے طور پر شامل رہیں۔ اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے ساتھ وابستگی میں کوئی تزلزل نہ آنے دیں اور پھر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ آپ کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ آپ نہ صرف اِن اوصاف سے متصف ہوں بلکہ ان اوصاف کو آئندہ نسلوں میں بھی منتقل کرتے چلے جائیں تا احیاء و غلبۂ اسلام کا کام نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک چلتا چلا جائے

عظیم ذمہ داریوں کو کما حقّہٗ ادا کرنے کا طریق

آخر میں حضور ایدہ اللہ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ ان عظیم ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا طریق یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے ساتھ سب سے بڑھ کر پیار کریں، اس کے علوم میں دسترس حاصل کریں۔ اور اس پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہوں۔ اس کے بغیر آپ ساری دنیا کو اسلام کی طرف لانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے حضور نے فرمایا، قرآن کریم میں ساری دنیا کے علوم، فراستیں اور ذہانتیں جمع کردی گئی ہیں۔ قرآن کے علاوہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ قرآن کریم سے جو علم جو فراست اور جو ذہانت ملتی ہے آکسفورڈ اور دنیا کی تمام دوسری یونیورسٹیوں سے اس کا ہزارواں بلکہ کروڑواں حصّہ بھی نہیں ملتا۔ پس قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے کمربستہ ہوجائیں اور پھر اس علم سے کمربستہ ہوجائیں اور پھر اس علم سے آراستہ ہوکر ساری دنیا کی رہبری کی اہلیت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں یہ بشارتیں دی گئی ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ رُوئے زمین پر تمام انسان سچے مسلمان بنیں گے اور انسان اپنے ربّ کو پہچاننے لگے گا۔ یہ بشارتیں بہرحال پوری ہوں گی۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں کما حقّہٗ ادا کرنے کے قابل بنیں۔ یہ آپ کی اور ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کو سکھائیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ سیکھیں ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن مجید کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں سکھائی ہے وہ ہم خود سیکھیں اور پھر آپ کو سکھائیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بھی وہ تفسیر سیکھیں اور اسے حرزِ جان بنائیں اور پھر ساری دنیا میں اسلام کو پھیلاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ باتیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اس بصیرت افروز خطاب کے بعد جو قریباً بیس منٹ تک جاری رہا حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا افتتاح عمل میں آیا ٭

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ یکم وفا ۱۳۵۶ ہش مطابق یکم جولائی ۱۹۷۷ء

ربوہ — یکم وفا (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناسازیٔ طبع کے باوجود آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے سورۃ آل عمران کی آیات ۸ و ۹ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کی عظمت کے ایک درخشندہ پہلو پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہرچند کہ قرآن مجید کامل و مکمل اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب ہے اور قیامت تک کے واسطے نوعِ انسان کی فلاح و نجاح اس پر عمل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے تاہم بعض ایسے لوگ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے اور جو نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اپنی کج روی اور نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اپنی کج روی اور نفاق کے باعث قرآن کی بعض آیات کے من مانے معانی کرکے اپنے لئے ہلاکت کے سامان کر لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ قرآن مجید ایک کامل اور مکمل اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی کتاب ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ نے یہ دی ہے کہ اس میں بعض آیات تو ایسی ہیں جو آیاتِ مُحْكَمٰت کا درجہ رکھتی ہیں۔ جو غیر مبدّل بنیادی صداقتوں پر مشتمل ہونے کے باعث اس کتابِ حق میں جڑ کی طرح ہیں اور بعض آیات ایسی بھی ہیں جو مُتَشٰبِهٰت ہیں یعنی جن مُحْكَمٰت کی روشنی میں کئی معانی ہوسکتے ہیں۔ اب چونکہ قرآن مجید کامل و مکمل اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی کتاب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے اس خوبی کا حامل بنایا ہے کہ اس میں ایسی آیات بھی ہیں جو غیر مبدّل ابدی صداقتوں پر مشتمل ہیں اور ایسی آیات بھی ہیں، جن کے ان غیر مبدّل ابدی صداقتوں کی روشنی میں کئی معانی ہوسکتے ہیں۔ اور ان کی مدد سے قیامت تک پیدا ہونے والے نئے مسائل کو بخوبی حل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں علم میں کامل دستگاہ رکھنے والے اپنے ایسے خاص بندوں کو پیدا کرتا رہا ہے جو اس سے براہِ راست علم حاصل کرکے مُحْكَمٰت کی روشنی میں حسبِ ضرورت مُتَشٰبِهٰت کے معانی بیان کرکے نوعِ انسانی کو پیش آنے والے نئے مسائل کا حل دنیا میں پیش کرتے رہے ہیں۔ اس طرح قرآن مجید قیامت تک رونما ہونے والے نئے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا۔ اور کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہوسکتا ہے جسے قرآن مجید حل نہ کر دکھائے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور نے بتایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عظمتِ قرآن کے اس عظیم بالشان پہلو کو واضح کرنے کے علاوہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ بعض منافق طبع جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے ایسے بھی ہوتے ہیں جو مُحْكَمٰت کو نظر انداز کرکے مُتَشٰبِهٰت کے از خود ایسے معنے کرنا شروع کر دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے منشاء اور شریعتِ حقّہ کی رُوح کے سراسر خلاف ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے آخر میں مومنوں کو دل کی کجی اور نفاق سے بچنے کے لئے ایک خاص دعا سکھائی ہے اور وہ یہ ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ یعنی اے ہمارے ربّ تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت کے سامان عطا کر یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

حضور نے احباب کو بالالتزام یہ قرآنی دعا کرنے اور ہر قسم کی کج روی اور نفاق سے بچنے اور محفوظ رہنے کی تلقین فرمائی ٭

اخبار قادیان

قادیان ۱۸ وفا (جولائی) محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد، جو گزشتہ دنوں مسجد احمدیہ سرینگر کی تعمیر کے سلسلہ میں سرینگر تشریف لے گئے تھے آج واپس قادیان تشریف لائے۔ ٭ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید، بعض جماعتی کاموں کے سلسلہ میں مورخہ ۱۷ ؍۷ کو میرٹھ (یوپی) تشریف لے گئے ہیں۔

٭ عزیزہ امۃ الحفیظ کشور صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب درویش اور عزیزہ مبارکہ صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش علی الترتیب پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (اردو) فرسٹ ڈویژن میں اور گورو نانک دیو یونیورسٹی سے ایم اے (انگلش) سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کے لئے یہ کامیابی باعث برکت بنائے۔ آمین۔ ٭ مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ آج انہیں تشخیص و علاج کے سلسلہ میں امرتسر لیجایا گیا ہے صحتِ کاملہ کیلئے احباب دعا فرمائیں ٭

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی پریس کانفرنس

قادیان ۱۸ جولائی۔ آج سردار نرنجن سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ریڈکراس ہال گورداسپور میں پریس کانفرنس بلائی جس میں ضلع کے تمام ایڈیٹرز شریک ہوئے نیز ضلع کے مختلف محکموں کے آفیسرز بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے تمام نمائندوں کو مکھیہ منتری پنجاب جناب سردار پرکاش سنگھ صاحب بادل کے ۲۰ جون ۷۷ء کو مکھیہ منتری کے عہدہ کا حلف لیتے ہوئے نئی اکالی جنتا سرکار کی پالیسی کا اعلان ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپا ہوا بعنوان "ایک نئے روشن مستقبل کی طرف" تقسیم کیا گیا پھر ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا کہ نئی سرکار نے عہد کیا ہے کہ ہر محکمہ میں کرپشن وغیرہ کو ختم کیا جائے اور آپ لوگوں کی تمام تکالیف کو دور کی جائیں۔ آپ نے تمام اخباری نمائندوں سے تعاون کی اپیل کی ٭

(نامہ نگار)

یادِ رفتگان

از مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب۔ ربوہ

(۱)

عظیم بھائی کی عظیم بہن

نسبت کا اصل شرف تو عظیم المرتبت باپ سے ہے اور یوں کہنا چاہیئے کہ عظیم باپ کی عظیم بیٹی۔ مگر لکھنے والے کے مقدر میں باپ بیٹی کا زمانہ نہیں بلکہ بھائی بہن کا زمانہ تھا۔ اس لئے یادوں کا ذکر تو دیکھے ہوئے زمانہ کے متعلق ہی ہو سکتا ہے۔ اور کس قدر خوش نصیبی ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد فضلِ عمر مصلح موعود اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہما کے وجود میں ایک مثالی بھائی بہن کا کردار مشاہدہ کیا۔ بھائی ایسا کہ فخرِ دیار، مولا کا یار، اہلِ وقار، مومنین کا سردار، صاحبِ دولت و شکوہ علومِ دینی و دُنیاوی سے پُر، قوموں کا رستگار بہادر اور دلیر، جان پر کھیل جانے والا، اُولوالعزم کا سالار، نئی بستیاں بسانے والا اور مُلکہ دعمل کے نہاں خانوں میں چراغاں کرنے والا اور بہن ایسی کہ عفت و حیا کی پتلی، چراغِ خانہ متوکل، صابرہ و شاکرہ، اللہ کی رضا جُو، رسولؐ کی شیدائی، زیور سے لدی پھندی مگر منکسر المزاج اور غریب نواز، نکتہ سنج و نکتہ نواز، شفیق و غمگسار، خوش اخلاق و شگفتہ گفتار، بھائی کے مصرعوں پر گرہ لگانے والی، عظیم باپ کے عارفانہ کلام کو منظوم اُردو میں ڈھالنے والی، اپنوں اور پرایوں کو اپنے محبت کے پردوں میں سمیٹنے والی۔

یوں تو یہ سارا خانوادہ ہی مبشر و مظفر و منصور ہے۔ مگر بھائی بہن کا ایسا مثالی جوڑا نایاب ہے۔ جہاں بھائی بہن کے بہت سے خصائل مشترک تھے وہاں بعض خوبیاں ایکدوسرے کی ممد (Complimentary) بھی تھیں۔ آپ دونوں کی شخصیتیں عالمگیر تھیں تاہم ایک لحظہ کے لئے اگر خطۂ پنجاب کی خاص ثقافت کو مدِّنظر رکھا جائے تو حضرت مصلح موعودؓ کا وجود، حضرت سیدہ مرحومہ کے لئے ایک مثالی "ویر" کا وجود تھا۔ ایک ایسا "ویر" جس پر بہن فخر کر سکے۔ جس کے کارناموں کی وہ حکایتیں سُنا سکے، جس کی بہادری کے وہ قصّے بیان کر سکے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے لئے "مبارکہ" کے مقدس وجود میں ایک ایسی بہن کا روپ تھا جو خیالات میں آپ کی ہم آہنگ۔ عزائم میں آپ کی ہم پلّہ اور ہر معرکہ میں آپ کی برابر کی شریک تھی۔ خوشی میں بھائی کی چھوٹی بہن اور غمی میں بڑی بہنوں کی طرح غم بانٹنے والی اور ڈھارس بندھانے والی۔ بھائی بہن کے ناز اُٹھانے والا اور بہن بھائی کے ناز اُٹھانے والی۔

جب بھائی بیمار ہوا تو کِس کِس طرح احبابِ وفا کو دُعا کے لئے اُکسایا ؏

دلو بیدارانِ محبت سو رہے جاگو کہیں

افسوس کہ جب خود بیمار پڑیں تو ناز اُٹھانے والا بھائی اس دُنیا میں موجود نہ تھا۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ کی عظیم الشان خوبیوں میں مختلف عوامل کار فرما رہے۔ حضرت امّاں جانؓ کے علاوہ حضرت امام وقت علیہ السلام کی ذاتی تربیت و شفقت۔ حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب مرحومؓ کے انقلابِ رُوحانی کا اثر۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیک روایات کا عظیم ورثہ۔ حضرت فضلِ عمر محمودؓ سے بے پناہ محبّت اور قُرب اور سونے پہ سہاگہ کہ آپ کی حیرت انگیز ذاتی صلاحیتیں۔

بھائی کی طرح بہن کے کردار کا اُفق بھی بہت وسیع تھا۔ بات خدا اور رسولؐ سے شروع ہو کر خدا کی مخلوق اور اُس کی کائنات تک پہنچتی اور پھر پھر کر خدا ہی کی ذات پر ختم ہوتی تھی۔ جب کینوس اتنا وسیع ہو تو تصویر کیوں نہ عالمگیر بنے۔ پھر یہ بھی تو ہے کہ خدا کا ذکر رسمًا نہیں بلکہ علیٰ وجہ البصیرت تھا۔ اسی لئے جب علّامہ اقبال نے کہا ؏

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

تو سیّدہ موصوفہ نے (حقیقتِ منتظر کی طرف سے) جوابًا فرمایا ؎

مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ رُوئے نگار میں
کبھی بُلبلوں کی صدائیں سُن کبھی دیکھ گُل کے نکھار میں
مری ایک شان خزاں میں ہے مری ایک شان بہار میں
مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں

خدا سے محبت کا لازمی نتیجہ اس کی مخلوق سے محبّت ہے۔ دَنَا سے فتدلّٰی کی منزلیں ہر اہل اللہ کو اپنی بساط کے مطابق طے کرنا پڑتی ہیں۔ اس راہ کی مشکلات سے سالک گھبراتے نہیں بلکہ : ؎

اے محبت کیا اثر تُو نے نمایاں کر دیا
زخم و مرہم کو رہِ جاناں میں آساں کر دیا
کون دیتا جان دُنیا میں کسی کے واسطے
تُو نے اس جنسِ گراں مایہ کو ارزاں کر دیا
(دُرِّ عدن)

حضرت سیّدہ موصوفہؓ کے دل میں محبّت الٰہی کی جو چنگاری سُلگتی رہی آپ کی خواہش تھی کہ آپ سے منسوب ہونے والی ہر شخصیت کے دل میں یہ چنگاری بھڑک اُٹھے۔ چنانچہ اپنی "محمودہ کے نام" نظم میں اپنی صاحبزادی کے لئے دُعا کرتی ہیں ؎

بس ایک درد ہو کہ رہو جس سے آشنا
محبوبِ جاوداں کی محبت نصیب ہو
ہر وقت دل میں پیار سے یادِ خدا رہے
یہ لذّت و سرور یہ جنّت نصیب ہو

خدا کی رضا کی یہ جنّت عہد سے لحد تک اور لحد سے تا ابد آپ کے شاملِ حال رہے گی۔ عمر بھر خُلق و محبّت سے آپ تسخیرِ خَلق کرتی رہیں۔ یہ خُلق و محبّت محض رسمی یا لفظی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کا شعار بن چکے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں جب مَیں بیمار ہوا اور قریبًا ڈیڑھ ماہ فضلِ عمر ہسپتال میں صاحبِ فراش رہا تو آپ عیادت کے لئے اپنے آدمی کو دوسرے تیسرے دن بھجواتیں اور دُعا سے سرفراز فرماتیں۔ ہمارے مختصر سے کُنبہ کے لئے یہ ہسپتال کی عید بہت بے رونق اور اداس تھی اور ہماری وہی کیفیت تھی جو "کشتیٔ نوح" میں حضرت مسیح موعودؑ نے تصویری زبان میں عشاء کے وقت کی بیان کی ہے۔ ہم خاموش بیٹھے ایکدوسرے کا مُنہ تک رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو حضرت سیّدہ ممدوحہ مرحومہؓ کا پیغامبر عید مبارک اور دُعا کا پیغام لئے فرشتۂ صبح کی طرح کھڑا تھا۔ بھرے شہر میں صرف ایک دل تھا جسے بیماروں اور ناداروں کی دلداری مقصود تھی۔ یہ محبّت، یہ خلوص، یہ شفقت مسیحؑ کی بیٹی اور مصلح موعودؓ کی ہمشیرہ ہی دے سکتی تھی۔ ہر ملنے والے کے لئے آپ کا دروازہ آپ کے دل ہی طرح کشادہ تھا۔ بیسیوں بلکہ سینکڑوں ہوں گے جنہیں آپ کی محبّت و شفقت سے اسی طرح وافر حصّہ ملا۔ جس طرح فضلِ عمر ہسپتال میں عید کے روز ہمیں آپ کا رُوح افزا پیغامِ دُعا میسّر ہوا۔

میرے گھر سے جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں آپ ہمیشہ میری خیریت دریافت فرماتیں اور میری بیوی کو نصیحت فرماتیں کہ میاں کا خیال رکھنا۔ یہ نصیحت بیماری کے دوران بھی جاری رہی۔ ایک روز ہم دونوں عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو مجھے پیغام بھجوایا کہ "الفضل" میں میری صحت کے لئے تحریک کر دینا۔ چنانچہ مَیں نے ایک نوٹ شائع کروا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ہم پھر حاضر ہوئے اور عفت نے اُس تحریکِ دُعا کا ذکر کیا تو فرمایا تحریک کرتے رہا کرو۔ افسوس کہ اس ارشاد کی تعمیل سے مَیں محروم رہا۔ "الفضل" میں روزانہ صحت کی رپورٹ کے ساتھ دُعا کی تحریک شائع ہوتی تھی۔ مَیں نے دل میں کہا کہ اگر مَیں نے بار بار تحریک کی تو شاید اسے تکلف پر محمول کیا جائے! اب یہ قلق عمر بھر رہے گا کہ آپ کی عظیم شفقت کے عوض میں ایک ادنیٰ اظہارِ محبّت بھی نہ کر سکا۔ حالانکہ اُن کی زندگی تو ہمارے لئے تھی اور ان کی دُعا اور برکت سے ہمیں مستفیض ہونا تھا۔ بعض دفعہ انسان معاشرہ کی چھوٹی ظاہرداریوں کی وجہ سے اپنی فطرت کا لطیف جوہر کھو بیٹھتا ہے۔ محبّت کے والہانہ پن کا یہ فقدان مجھے اپنے محسنہ ذات کے وقت ہمیشہ کھٹکا ہے۔ اس کی وجہ غالبًا ہمارے اہلِ حدیث آباء کی وہ رُوکھی پھیکی اور سخت گیرانہ تربیت ہے جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے اور جس کا اثر تین نسلوں میں کم تو ہوا ہے مگر زائل نہیں ہوا۔

۲۳؍اپریل ۱۹۷۵ء کو جب حضرت موصوفہ بیت المظفر میں قیام پذیر تھیں۔ اور نسبتًا صحت مند تھیں۔ خاکسار نے اپنی اہلیہ کو دُرِّ ثمین اور دُرِّ عدن دے کر بھیجا کہ ان پر آپؓ کے دستخط ثبت کروالاؤ۔ آپ نے دُرِّ ثمین کے ٹائیٹل پر ......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر درج فرمایا اور نیچے اپنا اسمِ مبارک لکھا :-

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پھر دُرِّ عدن پیش کی گئی تو فرمایا کوئی محبت والا شعر لکھ دوں؟ اور اپنا یہ شعر درج فرمایا ؎

"ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلبگارِ محبت
مبارکہ
۷۵ - ۴ - ۲۳"

بائیبل میں ایک خاص زمانے کے ذکر میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس زمانے میں عورتیں بھی گویا نبوّت کریں گی۔ حضرت سیّدہ ممدوحہ کی ساری زندگی اس پیشگوئی کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ ٭

(۲)

مخلص اور خوش اخلاق عالم

مخلص عالم تو آپ کو دُنیا میں بہت سے مِل جائیں گے مگر خوش اخلاق عالم خال

خال ہی ملیں گے۔ نمازوں کی پابندی کرنے والوں کے چہروں پر نور تو اکثر ہوتا ہے مگر مسکراہٹ بہت کم۔ دھنور کے فیض سے شاداب داڑھیاں روز دیکھنے میں آتی ہیں مگر آنسوؤں سے تر داڑھیاں کمیاب ہیں۔ مزاج سے حظ اُٹھانے والے علماء کہیں میسّر آجاتے ہیں مگر مذاق کو خوش دلی کے ساتھ کبھی کبھار سہتے ہیں۔ عالم بے بدل اور فاضل اجل بھی ہوتے ہیں مگر اپنے وعظ پر عمل کی مُہر لگانے والے نایاب ہیں۔ جہنم کی آگ سے ڈرانے والے عام ہیں مگر جنّت کی خوشیوں کی بشارت دینے کا حوصلہ ہر کسی میں نہیں ہوتا۔ مفلسی میں مہمان نوازی سے حظ اٹھانے والے کہاں ملتے ہیں۔ لائق اُستاد تو بسا اوقات میسّر آجاتے ہیں مگر محبت کرنے والے استاد مشکل ہی دستیاب ہوتے ہیں۔

ان کمیاب اوصاف سے متصف ایک عالم کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے اس کی موت کے بعد احساس ہوا کہ ہم نے کیا چیز کھو دی۔ حضرت مولانا ابو العطاء مرحوم سے پہلا تعارف ۱۹۴۲ء-۱۹۴۳ء میں ہوا۔ میں اس وقت ایف سی کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد تھا کہ واقفین زندگی گرمیوں کی چھٹیوں میں قادیان آکر قرآن کریم اور حدیث کا درس لیا کریں۔ اس سال اس ارشادِ گرامی کے مخاطب ہم دو تھے، مکرم چوہدری ناصر محمد صاحب سیال اور خاکسار۔ قرآن کریم کے درس کے لئے حضرت مولانا ابو العطاء مقرر ہوئے۔ چنانچہ چند ہفتے ہم نے محاورہ کے مطابق آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ میں اپنے آپ کو اُن شاگردانِ رشید میں تو شمار نہیں کرتا۔ البتہ ان کا ایک نالائق شاگرد ضرور ہوں۔ اس زمانے کا تاثر ابھی میرے دل پر یہی ہے کہ مولانا کی طبیعت میں سختی بالکل نہ تھی بلکہ نرمی غالب تھی۔ بعد میں یہ تاثر زیادہ پختہ ہوتا گیا۔

ذہن کے پردے پر کئی ایک واقعات نقش ہیں۔ لدھیانہ میں جلسہ مصلح موعود کے موقع پر مخالفت جوش میں تھی۔ جس مکان میں پہلی بیعت ہوئی تھی وہ شہر کا اندر تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی مکان مذکور کی طرف روانگی سے قبل حضرت مولانا ایک گروہ کے ساتھ پیدل مکان کی طرف روانہ ہوئے اور حضور ایک دوسرے راستے سے بخیریت منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔

ربوہ میں مولانا کی نوازشات سے بہت دفعہ بہرہ ور ہوا۔ وہ کسی نہ کسی بہانے اپنے گھر پر اجتماع کرتے اور مہمانوں کی تواضع کر کے اپنا جی خوش کر لیا کرتے۔

آخری تقریب جس میں مجھے شرکت کا موقع ملا۔ ان کے بیٹے مکرم عطاء الکریم صاحب کی بطور مبلغ لائبیریا کو روانگی تھی جس روز انہیں جانا تھا اس روز صبح ناشتے کی دعوت تھی۔ بہت سے احباب مدعو تھے۔ چائے کے بعد فوٹو ہوئی جو الفرقان کے کسی شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اپنے بیٹے سے یہ اُن کی آخری ملاقات تھی۔ مگر اُس وقت یہ بات کسے معلوم تھی؟

ایک مرتبہ میں نے مولانا کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ ہمارے بیٹھنے کا کمرہ کھانے کے کمرے سے ملحق ہے اور دونوں مل کر کافی کشادہ رقبہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بیٹھتے ہی فرمایا یہ تو ہال ہے کیا ہی اچھا ہو کہ حضرت صاحب یہاں بیٹھے ہوں اور قرآن کریم کا درس ہو رہا ہو۔ اس واقعہ سے اُن کی اندرونی خواہش اور لگن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مولانا کی ساری عمر درس و تدریس میں گزری۔ کچھ عرصہ وہ تعلیم الاسلام کالج میں دینیات کے پروفیسر بھی رہے اس طرح ہمیں ان کی رفاقت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ کالج کے سٹاف روم کا ماحول دکیلوں کے بار روم سے ذرا ہی تقہ ہوتا ہے۔ مولانا کا مقام اور مبلغ علم مسلّم تھا تاہم ہنسی مذاق میں کوئی نقرہ چُست ہو جاتا تو کبھی بُرا نہ مانتے بلکہ بچوں کی سی معصومیت کے ساتھ مذاق میں شریک ہو جاتے۔

ایک دفعہ ایک دوست کی دعوت پر کالج کے چند اساتذہ تفریح اور شکار کی غرض سے لائلپور کے ایک گاؤں میں گئے۔ چار پانچ بندوقیں تھیں۔ جن میں مولانا مرحوم کی ایک نالی بھی تھی۔ جب گاؤں قریب آیا تو درخت پر چند کبوتر یا شاید ہریل نظر آئے۔ حضرت مولانا کی بزرگی کے پیش نظر سب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ فائر کریں۔ مولانا نے بندوق اونچی کی اور کہا کہ کارتوس دینا تاکہ فائر کروں کسی منچلے نے فقرہ کسا کہ حضرت اگر کارتوس نہیں تھے تو خالی اس ڈنڈے کو لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس پر ایک لمحہ کے لئے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے مگر اسکے لمحے ہی دوبارہ مسکراہٹ کھیلنے لگی اور آپ سب کی ہنسی خوشی میں شامل ہو گئے۔

ان کا نمایاں وصف ان کا قلب سلیم اور اطاعت شعاری تھی۔ اوّل خلافت ثانیہ اور بعد میں خلافت ثالثہ کے زمانے میں انہیں اہم فرائض سونپے گئے۔ جو انہوں نے ہمیشہ خندہ پیشانی اور خلوص کے ساتھ ادا کئے اطاعت کا مادہ اس قدر تھا کہ وہ خلیفہ وقت کے ہاتھ میں گویا ایک آلہ بن جاتے تھے کہ جس طرح امام چاہے اس سے کام لے۔ اس اطاعت کے ساتھ ساتھ ادب کی حد کے اندر رہتے ہوئے بے تکلفی کا عنصر بھی ہوتا جو بجائے خود فطرتِ صحیحہ اور خلوص کا ایک اہم جزو ہے۔

وفات سے تین روز پہلے جمعہ کی نماز کے بعد آپ گھر کی طرف روانہ ہوا ہی چاہتے تھے کہ میں بھی مسجد سے نکلا۔ میں نے عرض کی کہ تشریف رکھیں آپ کو کار پر چھوڑ آتا ہوں۔ مزاج پُرسی پر فرمایا کہ ویسے تو ٹھیک ہوں مگر کمزوری بہت ہے۔ میں نے کہا غذا کا خیال رکھیں۔ فرمایا حتی المقدور ایسا کرتا ہوں تم بتاؤ غذا کیسی ہو؟ اتنے میں ہم دار الرحمت کا موڑ مُڑے۔ فرمانے لگے آگے سڑک کچی ہے تم کار روانہ نہیں کرو۔ تھوڑا سا فاصلہ ہے میں پیدل چلا جاؤں گا۔ یہ اُن سے آخری ملاقات تھی۔ دو روز بعد میرا چھوٹا بیٹا عزیز منیر احمد خان مغرب کے بعد ان کا بلڈ پریشر دیکھنے گیا۔ آپ اس سے باتیں کرتے رہے۔ اور دوبارہ آنے کے بارہ میں اُسے کہا کہ کل پھر آکر دیکھ جانا۔ صبح سویرے یہ خبر ملی کہ مولانا رات بارہ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے گھر تعزیت کے لئے پہنچے تو دیکھا کہ ان کی نعش اس کمرے میں رکھی تھی جہاں چند ماہ قبل انہوں نے جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب ایمن آبادی کی آمد پر مجھے اور بعض اور دوستوں کو چائے پر مدعو کیا تھا۔ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔

(۳)

دیارِ غیر کی موت

ہمارے ایک اور بزرگ دیارِ غیر میں وفات پا گئے۔ حضرت مولانا ابو العطاء مرحوم کی طرح وہ بھی پہلے جامعہ احمدیہ میں اور بعد میں تعلیم الاسلام کالج میں تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ خلوص و محبت اور طبیعت میں سادگی کے لحاظ سے دونوں ہم پلّہ تھے۔ حضرت مولانا ارجمند خان صاحب کی مادری زبان پشتو تھی اُردو اور پنجابی بھی یوں بولتے تھے۔ بلکہ اُن میں حسین اضافے بھی کر لیا کرتے تھے۔ میں ذکر کر چکا ہوں کہ کالج کے زمانے میں گرمیوں کی چھٹیوں میں واقفین کو قادیان رہ کر دینی علم حاصل کرنے کی ہدایت تھی۔ حضرت مولانا ابو العطاء کے علاوہ جس عالم دین سے ہمیں فیض حاصل کرنے کی سعادت ملی وہ حضرت مولانا ارجمند خان صاحب تھے۔ بہت محنت سے پڑھاتے اور سمجھانے کی غرض سے کئی مرتبہ دُہراتے کچھ یہ بھی خیال ہو گا کہ کالج کے بچے کورے ہیں، دینی علم سے بے بہرہ، اس لئے زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔

پھر چند سالوں کے بعد وہ تعلیم الاسلام کالج سے منسلک ہو گئے۔ ہم فزکس پڑھاتے اور وہ دینیات۔ مگر تعلق ایسا تھا کہ دونوں ایک ہی مضمون کے اُستاد ہوں۔ نہ جانے ان دونوں بزرگوں میں کیا بات تھی کہ ان کی تہذیب نفس کی بنیاد غیریت یا زاہدانہ رعونت اور بے تکلفی پر نہیں بلکہ محبت اور شفقت پر استوار تھی۔ وہ علم اور عمر کا تفاوت پاٹ کر نوجوانوں کے قریب آجانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے۔

کالج سے فراغت کے بعد بھی اُن سے نیاز حاصل ہوتا رہا۔ جلسہ سالانہ پر آتے تو غریب خانہ پر بھی تشریف لاتے۔ جیب میں سے کچھ خوبانیاں اور بادام نکال کر تھما دیتے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے۔ میں احتجاج کرتا کہ یہ تو بہت کم ہیں۔ فرماتے اگلے جلسہ پر زیادہ لاؤں گا۔

کچھ عرصہ سے کینیڈا میں اپنے بچوں کے پاس مقیم تھے۔ پچھلے سال جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کینیڈا تشریف لے گئے تو آپ متحرک کرسی پر بیٹھ کر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور مصافحہ کر کے بہت روئے۔ غالباً انہیں یہ احساس تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ اب ان کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ تدفین امانتاً کینیڈا میں ہی ہوئی۔ کہاں کی مٹی کہاں جا لگی۔ انا للہ! ـــ

"مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دُور
رکھ لی مرے خدا نے میری بے کسی کی شرم"

درخواستِ دُعا

خاکسار کی بھابی مکرم عبدالحمید صاحب کی بیوی کا کٹک میں پیٹ کا آپریشن ہوا ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ آپریشن کامیاب ہوا ہے۔ احبابِ جماعت سے موصوفہ کی کامل صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر میں -/۱۰ روپے اور درویش فنڈ میں -/۱۰ روپے ادا کئے گئے ہیں۔ خاکسار: غلام مہدی بھدرک (اڑیسہ)

۲۔ میرے روزگار میں جو ترقی کا حق ہے وہ مجھے نہیں مل رہا ہے۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رکاوٹوں کو دُور کر دے اور میری ترقی کے سامان اپنے فضل سے فرمائے۔ خاکسار: بدر الدین۔ آسنور (کشمیر)

یوز آسف کا مقبرہ اور اس کا روزنِ دیوار

مکرم شیخ عبد القادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک نوانکوٹ۔ لاہور

ایک گذشتہ اشاعت میں میرا ایک مضمون بعنوان "قبرِ مسیح اور جدید فوٹو گرافی" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے پیشِ نظر اخویم مکرم حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے ایک نئی بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

"چند روز ہوئے آپ کا مضمون "جدید فوٹو گرافی اور قبرِ مسیح" کے متعلق پڑھا جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ اگر ایک سوراخ کر لیا جائے تو قبر کے اندرونہ کی تصویر لی جا سکتی ہے۔ یہ مضمون پڑھ کر مجھے یاد آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارہ میں جو نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "رازِ حقیقت" صفحہ ۱۹ میں درج ہے اس میں ایک سوراخ کے موجود ہونے کا ذکر ہے لیکن یہ سوراخ قبر کے گرد جو مسقف طواف گاہ ہے اس کے ایک کونہ میں ہے یہ نقشہ حضورؑ کے ایک خادم مولوی عبداللہ صاحب باشندہ کشمیر نے اپنے خط میں درج کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ:۔

"قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے۔ یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ کسی بڑے مقصود کے لئے یہ سوراخ رکھی گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہونگی۔ عوام کہتے ہیں کہ اس میں کوئی خزانہ ہے۔ مگر یہ خیال قابلِ اعتبار معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج نہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان بھید ہے اور صدہا سال سے برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ اور بھی عجیب بات ہے۔۔۔۔

۔۔۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہے دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے"

مکتوب میں وضاحت ہے۔ "کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے"۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ سوراخ کی موجودگی واقعی عجیب بات ہے اور اسی وجہ سے مجھے وہ بات یاد رہی اور آپ کے مضمون سے اس طرف توجہ ہوئی کوئی عجیب نہیں کہ مستقبل قریب میں کوئی نیا انکشاف ہو۔ سوراخ کا اتنے لمبے عرصہ سے چلا آنا اور حوادثِ زمانہ سے محفوظ رہنا واقعی قابلِ تعجب امر ہے اور خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے کام بھی عجیب ہوتے ہیں۔۔۔ (فوٹو گرافی کے ماہرین کو) قبرِ مسیح کے سوراخ کی طرف توجہ دلانی چاہیئے۔ یقیناً اس تحقیق سے بڑا فائدہ ہوگا"۔

پروفیسر صاحب موصوف کا ذہن جس طرف گیا ہے اس سے تحقیق کچھ آسان اور سہل ہو جاتی ہے۔ اگر یہ "سوراخ" قبر تک جاتا ہے تو جدید فوٹو گرافی میں بہت ممکن ہو سکتا ہے اسی "روزنِ دیوار" کی وساطت سے "مقبرے" کے زیرین منظر کی "تصویر" لی جا سکتی ہے جس میں اصلی قبر بنائی گئی ہے۔ روزنِ دیوار کی تصویر خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم نے اپنی کتاب میں شائع کر دی ہے یہاں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ اصل قبر نچلے تہ خانہ میں ہے اوپر کا تعویذ اسلامی دور میں بنایا گیا ہے جبکہ سید نصیر الدین کو یوز آسف کے جوار میں دفن کیا گیا سید نصیر الدین بیہقی ۸۷۱ھ میں کشمیر میں فوت ہوئے اور مقبرہ یوز آسف میں ان کو جگہ ملی۔ آپ کشمیر کے سلطان زین العابدین کے سفیر تھے آج سید نصیر الدین اور یوز آسف دونوں کی قبروں کا تعویذ شمالاً جنوباً ہے۔ یہ مسلمانوں کا طریقِ دفن ہے اہلِ کتاب کی قبریں شرقاً غرباً ہوتی ہیں چنانچہ تاریخی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ یوز آسف کی قبر اس جگہ شرقاً غرباً بنائی گئی تھی۔

آج سے ایک ہزار سال پہلے ایک عربی کتاب "اکمال الدین واتمام نعمۃ" کے نام سے لکھی گئی۔ اس کتاب کے مصنف شیخ سعید الصادق ابن بابویہ قمی ہیں۔ مصنف کا انتقال ۳۸۱ھ میں ہوا۔ گویا اس کتاب کو ایکہزار سال سے بھی زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں ایران میں شائع ہوئی۔ پروفیسر میکس مولر نے اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا شیخ سعید الصادق نے اس کتاب کی طویل داستانِ حیات بیان کی ہے یہ داستان ایک بدھ فسانہ ہے اسے محض ایک کہانی سمجھا جاتا ہے کیونکہ بیشتر حصّہ اساطیری مواد پر مشتمل ہے بہت تھوڑا حصّہ ایسا ہے جسے ہم تاریخی درجہ دے سکتے ہیں کتاب کے آخر میں البتہ ایک تاریخی واقعہ درج ہے کہ یوز آسف کا جب وقت آخر آگیا تو وہ کشمیر میں تھا۔ اس نے ایک شاگرد کو وصیت کی کہ میرے اوپر ایک قبر بنا دی جائے

"تب اس نے اپنے پیر مغرب کی طرف پھیلا دئے اور سر مشرق کی طرف کیا اور فوت ہو گیا"۔

شرقاً غرباً دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اہلِ کتاب میں سے تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل قبر شرقاً غرباً تھی جس کے اوپر بعد میں تعویذ شمالاً جنوباً بنا دیا گیا۔ اکمال الدین کا یہی بیان ایک اور اہم کتاب عین الحیاۃ میں بھی درج ہے۔ اس میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ یوز آسف نے اپنے ایک شاگرد کو قبر بنانے کی وصیت کی سر مشرق کی طرف کر لیا اور پاؤں مغرب کی طرف پھیلا لئے اور جہانِ ابدی میں چلا گیا (جلد ۲ باب ۲ صفحہ ۱۷۸)

بہر حال مقبرہ یوز آسف میں روزنِ دیوار بڑا ہی معنی خیز ہے کشمیر کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ اسی سوراخ سے نافہ کی خوشبو آتی تھی ایک عورت اپنے بچے کے ہمراہ زیارت کے لئے آئی بچے نے سوراخ میں پیشاب کر دیا اس کے بعد خوشبو آنا بند ہو گئی اور وہ عورت اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی (وجیہ التواریخ)۔۔۔ یہ سوراخ اگر قبر سے ملا ہوا ہے تو اس صورت میں "لوحِ مزار" کا عکس لینا آسان ہو جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "الہدیٰ" میں فرمایا ہے کہ قبروں یا مقبروں میں کتبے رکھنے کا رواج تھا۔ اگر اس مقبرہ کو کھولا جائے تو اس میں سے بھی بعض کتبوں کی برآمدگی کا احتمال ہے۔ تصویر لینا اب آسان ہے بشرطیکہ اس سوراخ سے لوحِ مزار تک خلا ہو۔ بہر کیف جدید فوٹو گرافی قبر یوز آسف کی تفتیش میں ممد و معاون ہے اگر خلا نہ بھی ہو پھر بھی قبر کو کھولے بغیر اس کی تصویر لینا ممکن ہے جس طرح ایکسرے میں تصویر آجاتی ہے اسی طرح جدید کیمرہ مقبرے کے اندر دفنے کی تصویر لے سکتا ہے اور قبر کے باہر اگر لوحِ مزار موجود ہے تو روزنِ دیوار سے تصویر لی جا سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "رازِ حقیقت" میں فرماتے ہیں:۔

"غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا ایک ایسا اصل ہے کہ اس پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائیت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دستِ غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہوتا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے۔ بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلابِ عظیم ڈالتا ہے"

پھر اسی کتاب میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"غالباً اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جو اب مخفی ہیں ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ تیار ہو رہا ہے"۔

اسی کتاب کے ٹائیٹل پیج پر جو دعائیہ قطعہ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(باقی صفحہ ۸ کالم حصہ تیسرا)

گیمبیا میں جماعت ہائے احمدیہ کا تیسرا کامیاب جلسہ سالانہ

بقیہ صفحہ اوّل

آپ نے مزید بتایا کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۷۵ء میں فرافینی کے مقام پر مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کی مساعی کے نتیجہ میں منعقد ہوا۔ (آپ خود چند دن قبل یہاں سے تشریف لے گئے تھے) گزشتہ سال کے دوسرے جلسہ کی طرح امسال تیسرا جلسہ بھی صدر مقام بنجول (دی کیپٹل) میں واقع نصرت سیکنڈری سکول میں منعقد ہو رہا ہے۔

تعمیر مساجد کے متعلق آپ نے بتایا کہ پہلی مسجد ۱۹۶۸ء میں فرافینی کے مقام پر جماعت نے تعمیر کی اور دوسری مسجد سرایکیسی کے مقام پر اور تیسری مسجد لیمن (اسرجہ ۸۷۸) ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں تعمیر ہوئی۔ جہاں کہ ساتھ ہی مشن ہاؤس بھی بنایا گیا تھا۔

نمازِ عصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد اجلاس کا دوبارہ آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے موضوع پر مکرم محمد محمود اقبال صاحب کی تقریر سے ہوا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے مصائب و آلام بالخصوص ہجرت کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضورؐ کے عفو، حلم اور درگزر کے عظیم الشان اعلانِ معافی کا ذکر کیا۔ جہاں حضورؐ باوجود جہاں حضورؐ باوجود فاتحانہ شان و شوکت کے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ داخل ہوئے اور شدید ترین دشمن کو بھی معاف کر دیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر "ظہورِ مسیح موعود" کے عنوان پر مبلغِ اسلام مکرم مولوی محمد امین صاحب چیمہ کی تھی۔ آپ نے قرآن کریم احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے ثابت کیا کہ جملہ اہل مذاہب کی روحانی ابتری کے وقت آپ کا انتظار ہر مکتب فکر کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ آپ کا ظہور ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے والا تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماموروں کی زبان سے جاری ہوئی تھیں۔ اور اب لوگ آپ مامور کے مخالف ہیں حقیقتاً وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو جھٹلا رہے ہیں۔

صدر اجلاس وزیر موصوف نے اجلاس کے خاتمہ پر بتایا کہ اس ملک میں ہر اس ادارہ کی مساعی کو مشکورانہ نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ جو ملک کی تعلیمی، معاشی یا معاشرتی ترقی کے لئے کوشاں ہوں اس لحاظ سے جماعتِ احمدیہ کی گرانقدر کاوشیں شکریہ کی مستحق ہیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ اس ملک کی نوے فیصد آبادی مسلمان ہے۔ اس لئے اب یہاں اسلامی تعلیم کو تمام سکولوں میں لازمی کر دیا گیا ہے۔ آپ نے سائنس و ٹیکنالوجی کے باعث معاشرہ میں تیز رفتاری سے ہونے والی تبدیلیوں کے ضمن میں اسلامی تعلیمات کے اساتذہ پر ذمہ داری ڈالی کہ ضروریاتِ وقت کا خیال رکھتے ہوئے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کریں۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس کھانے اور نمازیں ادا کرنے کے بعد مکرم جناب علی باہ صاحب کسٹمز آفیسر کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد سینیگال کے لوکل مبلغ جناب حامد مبائی صاحب نے عربی زبان میں "ختم نبوت کا مفہوم" بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم اہلِ اسلام کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوشِ عالیہ و اوصافِ حمیدہ کے کلیتہً تابع ہو کر اللہ تعالیٰ اور آنحضرت کے اخلاق کو اپنائیں۔ ازاں بعد مکرم بابا ترا اولے صاحب نے "احمدی کی ذمہ داریاں" پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ احمدی ارکانِ خمسہ پر پختہ ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ اعمال میں بھی بہترین نمونہ ہوتا ہے اپنے قیمتی وقت، جان اور مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے میں بخل نہیں کرتا۔

۲۲ر مئی دوسرے روز کا آغاز اجتماعی نمازِ تہجد سے ہوا نمازِ فجر کے بعد مکرم مولوی محمد امین صاحب چیمہ نے درسِ قرآن کریم دیا۔

اجلاس اوّل ۹-۳۰ بجے جماعت کے جنرل سیکرٹری مکرم تیجان بالو کر فون صاحب (لیبر کمشنر) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مشنری ڈاکٹر مکرم الحاج محمد خان صاحب عدنی نے "حضرت مسیح موعود کے معجزات" میں سے انذاری پیشگوئی بابت لیکھرام کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خدائی ہاتھ کے سامنے سب حربے ہیچ ہیں مخالفینِ مامور ہمیشہ نامراد رہے ہیں۔ بعدہٗ امام اسمٰعیل طورے صاحب نے "تربیتِ اولاد" کے موضوع پر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ نہایت عمدہ طریق سے بیان کیا آپ نے والدین کے علاوہ خود نوجوانوں کو بھی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی محمد حنیف صاحب داؤد کی "برکاتِ خلافت" کے موضوع پر تھی جس میں توحید کا قیام اطاعت خلافت اور اتحاد و ترقی دین کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا تھا آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں ثابت کیا کہ امنِ عالم اور ترقی اسلام خلافت سے وابستہ ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر لوکل مبلغ جناب استاذ الحاج مکی صاحب کی تھی۔ آپ نے بتایا کہ اطاعتِ امیر اطاعتِ خلافت ہے جو افراد کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے ورنہ عدمِ اطاعتِ امیر و عدمِ اتحاد اہلِ اسلام کی رسوائی کا باعث ہے۔

آج کا دوسرا اجلاس اور آخری اجلاس (کھانے و نماز کی ادائیگی کے بعد) سہ پہر کو امیر جماعت مکرم مولوی عبد الشکور صاحب کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم الحاج لامن جارا صاحب نے نہایت خوش الحانی سے کی آپ نے حسبِ موقع ان آیات کی تلاوت فرمائی جن میں مخلصین و مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ بعدہٗ ہستی باری تعالیٰ پر عقلی و نقلی دلائل پیش کرتے ہوئے خاکسار عبد الحق نے بتایا کہ حقیقی شناخت تو تعلق باللہ یعنی الہام الٰہی سے ہوتی ہے جس کی شہادت اسلام کے نامور بزرگوں اور اس صدی کے مامور امام مہدی نے اپنے بے شمار الہامول و پیشگوئیوں سے دی ہے اس عاجز نے بتایا کہ آپ سب کا یہاں دور کی مسافت اور تکالیف برداشت کر کے آنا بھی خدا تعالیٰ کی ہستی اور امام مہدی کی سچائی کا بیّن ثبوت ہے جس کی ۸۰ سال پیشتر خبر دی گئی تھی اور اسی طرح گیمبیا کے پہلے گورنر جنرل الحاج سر فرمان سنگھاٹے صاحب بھی خدائی نشان "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کے شاہدِ اوّل تھے۔

بعدہ جناب مکرم علی باہ صاحب نے "حقیقی مسلمان" کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بتایا کہ پختہ ایمان اور سچے اعمال کے علاوہ وہ ہمیشہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و راہنما بناتا ہے، اور صرف اسی پر انحصار کرتا ہے۔

اختتامی خطاب میں جناب امیر صاحب نے "جماعتِ احمدیہ کا مستقبل" کے بارہ میں قرآن کریم کی رُو سے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ صرف سچوں کی مخالفت اور سچے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور مخالف ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ترقی جماعت اور غلبۂ اسلام کے وعدے کئے ہیں آپ نے بتایا کہ جس طرح بیج اپنے اندر ایک تناور درخت کے اوصاف رکھتا ہے اسی طرح یہ قلیل جماعت بھی خدائی بشارتوں کے مطابق روحانی دنیا میں ایک تناور درخت کی طرح پھیل جائے گی۔ اور غالب آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ روئے زمین پر صرف ایک ہی دین اسلام ہوگا۔ اور ایک ہی کتاب قرآن کریم۔

بالآخر اجتماعی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

> ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار بدر خود خرید کر پڑھے!!

"یوز آسف کا مقبرہ"... صٓ سے آگے

اے خدائے چشمہ نورِ ہدیٰ
از کرم ہا چشم ایں امت کشا
یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں

عصرِ حاضر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ اس روحانی تحریک کا نام ہے جس پر سورج غروب نہیں ہوتا آج کسرِ صلیب کے نئے نئے سامان ہو رہے ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانا جماعتِ احمدیہ کا فرضِ منصبی ہے یورپ و امریکہ کے احمدی احباب جدید فوٹو گرافی کی مدد سے اس تحریک کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

قبرِ مسیح کا "رازِ نہاں" کھلنے والا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ اے کاش ہماری زندگیوں میں یہ کام بپایۂ تکمیل پہنچ جائے اور ہم اس انقلابِ عظیم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جو محض "۱۹ ماہ" میں عیسائی دنیا میں تہلکہ مچا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

توحید کی خوشبو سے ساری دنیا مہکنے والی ہے۔ اسلام کا یوسف کنعاں اپنے چہرہ سے نقاب اُٹھانے والا ہے۔ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اس زمانہ کو پائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فتح و نصرت کے لمحات ہمیں بھی دکھائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

احمدیہ مسلم ایگریکلچرل سیکنڈری سکول کبالہ سیرالیون کی روز افزوں ترقی

(مرسلہ :- سیکرٹری صاحب مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

مکرم مبشر احمد صاحب پال پرنسپل احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کبالہ سیرالیون نے اپنی مرسلہ رپورٹ بخدمت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ میں سکول کی روز افزوں ترقی کا قدرے تفصیلی ذکر کیا ہے جس کا مختصر خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ا۔ تعداد:- مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت جاری کردہ کبالہ سکول میں طلبہ اور طالبات کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ اس علاقہ کی اکثریت مسلمان ہے۔ یہ لوگ احمدیت سے کافی متاثر ہیں اور یہ لوگ بوجہ مسلمان ہونے کے اپنے بچوں کے لئے مسلم سکول چاہتے ہیں جو کہ احمدیت نے انہیں دیا ہے۔ طلبہ اور طالبات کی موجودہ تعداد ۳۱۳ تک پہنچ گئی ہے۔ بڑھتی ہوئی غیر معمولی تعداد کے پیشِ نظر سکول کی موجودہ عمارت ناکافی ثابت ہوئی ہے لہٰذا اِس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عارضی کلاس روم بناکر وقتی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔

۲۔ درس و تدریس:- ا۔ سکول میں درس و تدریس کا عمدہ نظام ہے۔ اس کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اساتذہ کی موجودہ تعداد ۸ ہے۔

ب۔ سکول ہٰذا کے نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے پریفیکٹ سسٹم رائج کیا گیا ہے۔

ج۔ سکول میں دوسرے مضامین کے علاوہ دینی تعلیم کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اسلامیات لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ نمازوں اور جمعہ کا باقاعدہ انتظام ہے۔ علاوہ ازیں عربی زبان کی پڑھائی کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔

د۔ بچوں کو آوارگی سے بچانے کے لئے شام کی کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے جس کا وہاں کے لوگوں پر بہت اچھا اثر ہے۔

س۔ سماجی برائیوں کی روک تھام کے لئے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا پورا تعاون حاصل ہے۔

۳۔ وزارت زراعت کے ماہرین کا دورہ اور تاثر

کبالہ سکول زرعی سکول ہونے کی وجہ سے ماہرین زراعت کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور وہ اکثر دورہ پر آتے رہتے ہیں۔ آئی۔ ڈی۔ اے ایک عالمی ادارہ ہے جو کہ زراعت کے میدان میں ہر ممکن مدد دیتا ہے۔ ان کے ماہرین نے سکول کے زرعی پلانوں کے بغور مطالعہ و معائنہ کے بعد آئی۔ ڈی۔ اے اتھارٹی اور زرعی وزارت نے اسی سکول کو ضلع میں واحد ایگریکلچرل سکول کی حیثیت سے زراعت میں ہر ممکن مدد کی پیشکش کی ہے۔ ماہرین نے سکول ہٰذا کی عمارت اور زراعت میں توسیع کے پلانوں کے بغور مطالعہ کے بعد سکول کو ضلع کا زرعی ہیڈ کوارٹر بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

۴۔ عیسائیت کی بوکھلاہٹ

سکول ہٰذا کی روز افزوں ترقی سے خائف ہو کر عیسائی مشنز بوکھلا گئے اور انہوں نے حسد کی بناء پر ایک سیکنڈری سکول مقابلہ کے لئے کھول دیا اور لوگوں میں نفرت کی آگ پھیلا رہے ہیں لیکن خدا کے فضل سے احمدیت نے وہاں کے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں اس لئے ان پر عیسائیت کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔

۵۔ جنرل الیکشن اور احمدیت کا روشن مستقبل

گزشتہ دو تین ماہ میں ملکی الیکشن کی وجہ سے کئی عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے ہیں۔ کبالہ کے ایک پرانے وزیر اپنی بُری عادتوں کی وجہ سے وہاں کے عوام میں بُری نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ وزیر صاحب سکول ہٰذا کی بھی مخالفت کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے الیکشن جیتنے کیلئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا اور انہوں نے برسر اقتدار آنے کے بعد ہمارے سکول کی جگہ عیسائی سکول کو شفٹ کرنے کا ارادہ کیا لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ انہیں اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل سے پہلے ہی معطل کر دیا گیا اور انکے رفقائے کار پر مقدمات دائر ہو گئے ہیں یہ صاحب روپوش ہیں اور انکا سکول بھی بند پڑا ہے۔

آخر میں پرنسپل صاحب نے خاص دُعا کی اپیل کی ہے۔

درخواست ہائے دُعا

ا۔ خاکسار کے ماموں خسر صاحب کا ماہ اپریل ۷۷ء میں پہلی دفعہ کینسر کا اپریشن ہوا تھا اس کے بعد ماہ جون میں اپنے وطن کینا نور تشریف لے آئے اب خاکسار کو یہ اطلاع ملی ہے کہ پھر انہیں بہت شدت سے تکلیف شروع ہوئی ہے۔ اور کالی کٹ میڈیکل کالج میں داخل ہیں۔

احباب کرام دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ماموں کو اِس موذی اور دردناک مرض سے مستقل طور پر شفاء عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار۔ محمد عمر مبلغ سلسلہ مدراس۔

۲۔ مکرم نورالدین صاحب صدیقی آف میرٹھ کی اہلیہ محترمہ اپنے لئے اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے تمام احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ موصوفہ گزشتہ دنوں اپنی بیٹی کے ہمراہ جو کینیڈا میں اپنے خاوند کے ہمراہ مقیم ہیں زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان آئی تھیں۔ خاکسار۔ ظہیر احمد خادم اسسٹنٹ سیکرٹری بیت المال قادیان۔

۳۔ محترمہ حشمت النساء صاحبہ نے اپنے دو بچوں کو ابتدائی تعلیم کے لئے سکول میں داخل کرایا ہے احباب جماعت دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچوں کو دین اور دنیا کی تعلیم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ موصوفہ نے پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار۔ فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔

جماعتِ احمدیہ سکندرآباد کا تبلیغی جلسہ

مورخہ ۵/۶/۷۷ کو بوقت صبح ۱۰ بجے مسجد احمدیہ الہٰ دین سکندرآباد میں خاکسار کی زیرِ صدارت تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک مکرم لطف اللہ صاحب نے کی بعد ازاں مکرم مولوی حمیدالدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم مہردین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تحریرات میں سے اقتباسات پڑھ کر سُنائے۔ اس کے بعد خاکسار نے فتح اسلام کا درس دیا بعد ازاں نو مبائع مکرم عتیق الرحمٰن صاحب نے صداقت احمدیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی حمیدالدین صاحب شمس نے تقویٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور موقعہ کی مناسبت سے عقائد احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دعویٰ کو احسن رنگ میں پیش کیا۔ اس جلسہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کثیر تعداد میں انصار۔ خدام۔ اطفال اور بعض غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ اور بعد اجلاس غیر از جماعت دوستوں نے سوالات کئے جن کے مکرم مولوی صاحب موصوف نے احسن رنگ میں جوابات دئے۔ جلسہ مکرم مولوی صاحب کی دُعا پر برخواست ہوا۔ شروع میں خدام نے اور آخر میں انصاراللہ نے اپنا اپنا عہد دہرایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت دے آمین۔

خاکسار۔ بشیرالدین الہٰ دین سیکرٹری تعلیم و تربیت سکندرآباد۔

اعلان نکاح

مورخہ ۱۷ر جون ۷۷ء کو خاکسار نے مکرم مبشر احمد صاحب سلیم ولد مکرم عبدالحی صاحب مرحوم کے نکاح کا اعلان مکرمہ خالدہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم محمد عبدالسلام صاحب کے ساتھ سات ہزار روپیہ حق مہر کے عوض کیا۔

اِس خوشی میں لڑکی کے والد صاحب نے دس روپے اعانت بدر میں اور دس روپے شکرانہ فنڈ اور درویش فنڈ میں ادا کئے۔ نیز لڑکے کی جانب سے مکرم احمد عبدالستار صاحب تنالوری نے پانچ روپے اعانت بدر میں اور پانچ روپے درویش فنڈ میں ادا کئے۔ مکرم منیرالدین صاحب نے پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

احباب جماعت سے درخواست دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ اِس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت و رحمت کرے آمین۔

خاکسار۔ حمیدالدین شمس مبلغ حیدرآباد۔

ولادت

عزیز مصطفےٰ احمد صاحب ابن مکرم سید ظہیرالدین محمود احمد صاحب عزت نگر یوپی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۳۰ر اپریل ۱۹۷۷ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے ان کی درخواست پر عزیز نومولود کا نام "تقی الدین احمد" تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی دے۔ اور نیک و خادم دین بنائے۔ آمین۔

محترم سید صاحب موصوف نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے شکرانہ فنڈ میں اور مکرم مصطفےٰ احمد صاحب نے بھی شکرانہ فنڈ میں مبلغ پانچ روپے اور اعانت بدر میں مبلغ پانچ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

خاکسار۔ محمود احمد عارف نائب ناظر اعلیٰ قادیان۔

مدراس میں منعقدہ مذہبی کانفرنس میں کامیاب تقریر اور تبلیغ

گزشتہ ایک سال سے آچاریہ ونو با بھی کے ایک شاگرد اور سرودیہ کے لیڈر شری سوہن لال بھو گنگشو تامل ناڈو کے مختلف علاقوں میں پد یاترا کر رہے تھے۔ اس دوران آپ مدراس بھی تشریف لائے ان کی آمد سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مدراس کے سرودیہ سماج کی طرف سے مورخہ ۳ جولائی ۱۹۷۷ء کو یہاں کے بھارتیہ ودیا بھون میں ایک مذہبی کانفرنس - INTER RELIGIOS FE--LLOW SHIP CONFERENCE. کے نام سے منعقد ہوئی۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس کانفرنس میں تامل ناڈو کے گورنر شری پربھوداس پٹواری نے بھی شرکت فرمائی۔

اس کانفرنس کی اطلاع صرف ایک روز قبل ہی خاکسار کو ملی تھی۔ خاکسار نے فوراً بذریعہ ٹیلیفون اس کے منتظمین سے رابطہ قائم کیا اور انہوں نے ملاقات کے لئے وقت دیا۔ چنانچہ خاکسار نے مع مکرم علی محی الدین صاحب صدر جماعت اور مکرم محمد احمد اللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ ودیا بھون میں جاکر اُن سے ملاقات کی۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے لٹریچر پیش کیا۔ اور اس کانفرنس میں تامل اور انگریزی میں احمدیہ نقطہ نگاہ سے اسلامی تعلیمات پیش کرنے کے لئے اجازت طلب کی۔ چونکہ پروگرام کو آخری شکل دے دی گئی تھی اس لئے پہلے انہوں نے معذرت کی۔ لیکن بعد میں صرف انگریزی میں مختصر تقریر کرنے کی اجازت دے دی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے

اس جلسہ کی صدارت تامل ناڈو کے سرودیہ لیڈر شری شنکر احمنیم نے کی۔ پروگرام کے مطابق جلسہ کا آغاز مختلف مذاہب کی پرارتھناؤں اور تلاوت قرآن مجید سے کرنا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے ہندو سکھ بھجن کے بعد خاکسار سے خواہش کی گئی کہ تلاوت قرآن مجید کی جائے چنانچہ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

تقریریں

اس جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے مذاہب کے ساتھ تعلق نہ رکھنے والے علماء نے اپنے اپنے مذہب کے بارے تعارف کرایا۔

تامل ناڈو کے ایک مایہ ناز اور بہت ہی مشہور مقرر شری ایم-پی-شیو جانم نے اپنی تقریر میں کہا کہ اب یہاں مذہب کے نام پر جھگڑے اور خونریزی اور قتل و غارت نہیں پائے جاتے ہیں۔ اب ہندوستان میں صرف سیاسی جھگڑے ہی ہوتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی مذہب نفرت اور خون خرابہ کی تعلیم نہیں دیتا۔

گورنر صاحب کی تقریر کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے

عالی جناب گورنر صاحب نے اس قسم کے مذہبی جلسوں کی ضرورت پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا دنیا میں مذاہب انسان کے درمیان تفرقات ڈالنے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ مذاہب کی تعلیم دنیا میں اتحاد و اتفاق اور امن و امان قائم کرنے کے لئے ہی ہوتی ہے۔ ہمارا ہندوستان بہت بڑا ملک ہے جہاں مختلف مذاہب و اقوام کے پیرو آباد ہیں۔ ہماری ترقی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ ہم سب مذاہب و اقوام کے ساتھ تعلق رکھنے والے آپس میں محبت و پیار سے رہیں۔ یہ بات دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ تامل ناڈو کے لوگ خدا سے پیار کرنے والے اور ڈرنے والے ہیں۔ یہ ہندوستان کے دوسرے علاقہ کے لوگوں کے لئے بہت اچھا نمونہ ہیں۔

نوجوان صاحب کی تقریر گورنر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم

محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر اخبار آزاد نوجوان نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے قرآن مجید کی پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین کا فلسفہ بیان فرمایا اور بتایا کہ اسلام ایک UNIVERSAL GOD کا تصور دنیا میں پیش کرتا ہے۔ قرآنی تعلیم وان من اُمّة الّا خلا فیھا نذیر کی رو سے ہم احمدی تمام پیشوایان مذاہب پر ایمان لاتے ہیں اور اُنکو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک مسلمان صحیح مسلمان اُسی وقت بن سکتا ہے جب کہ وہ دیگر انبیاء کی طرح شری کرشن شری رام۔ شری بدھ وغیرہ رہنماؤں پر بھی ایمان لائے۔

اس کے بعد ہندوؤں کے ایک قابل احترام سوامی شری رنگم شری مد آنند وَن سوامی جی اور سرودیہ لیڈر شری سوہن لال بھو گنگشو نے تقریر کی اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

تبلیغ جلسہ کے اختتام پر جماعت کے خدام حاضرین میں پھیل گئے اور ایک نظام کے تحت نہایت پیار و محبت سے ہر ایک کو احمدیہ لٹریچر تقسیم کیا۔ اس موقعہ پر وسیع پیمانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۶۷ء میں لندن میں جو تقریر فرمائی تھی اس کا ترجمہ اور خاکسار کا کتابچہ اسلام اور شری شنکر آچاریہ بہت زیادہ تعداد میں تقسیم ہوئے۔ نیز تمام مقررین اور منتخب شخصیتوں کی خدمت میں لٹریچر کا ایک ایک سیٹ بھی پیش کیا گیا۔ حاضرین میں سے بہتوں نے مزید لٹریچر کے لئے پتہ جات بھی دیئے۔ انہیں لٹریچر بذریعہ ڈاک بھجوائے جا رہے ہیں۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بہترین رنگ میں تبلیغ حق پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ناچیز مساعی کو قبول فرمائے اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔

خاکسار- محمد عمر انچارج مبلغ تامل ناڈو۔

اظہارِ تشکر و درخواستِ دُعا

۱- محترم ڈاکٹر محمد زاہد صاحب قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہجہانپور کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ حفیظہ قدوس صاحبہ اور بڑی بیٹی عزیزہ عابدہ انجم صاحبہ انٹر فائنل کے امتحان میں اور بڑا بیٹا عزیز محمد زاہد قریشی ہائی اسکول کے فائنل امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اسی طرح مکرم محمد آدم صاحب احمدی کے بڑے بیٹے عزیز عرفان احمد صاحب انٹر فائنل کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمد للہ

تینوں بچوں نے پانچ پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور اعانت بدر میں کل تیس ۳۰ روپے ادا کئے ہیں۔ عزیز عرفان احمد نے ۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں اور محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے پچاس ۵۰ روپے شادی فنڈ میں اور ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ دس روپے شکرانہ فنڈ پانچ روپے اعانت بدر دس روپے صدقہ کی مدات میں ادا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ دینی دنیوی اعتبار سے سب بچوں کے روشن مستقبل کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً سب بچے اچھے نمبروں سے پاس ہوئے بعض نے کلاس میں پوزیشن بھی حاصل کی۔ خاکسار- عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

۲- میرے دو بھائی ایک عبد الحفیظ اُستاد جو اس سال بی-ایس-سی سال دوم میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں۔ دوسرے محمد عبد اللہ پی-یو-سی سال دوم اور ٹائپ سینیر میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ عبد الحفیظ اُستاد کی فائنل میں بھی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار- نصیر احمد اُستاد تیما پوری۔

۳- خاکسار کی لڑکی عزیزہ سیدہ امۃ النور سلمہا کا نکاح عزیزم شیخ مختار حسین صاحب بی-اے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اسورہ کے ہمراہ ۲۲ مئی ۱۹۷۷ء کو ہوا۔

۴- خاکسار کا لڑکا عزیزم سید محمد عزیز قریشی ایل-ایل-بی کے فائنل امتحان میں کامیاب ہوا۔ اس رشتہ اور کامیابی کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ان خوشیوں کے موقعوں پر اعانت بدر کے لئے دس روپے اور شکرانہ فنڈ میں دس روپے ادا کئے گئے ہیں۔ خاکسار- سید یعقوب الرحمٰن صدر جماعت احمدیہ سونگھڑہ۔

۵- اخبار بدر مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۷ء کے پرچہ میں عزیز میر احمد ظفر سلمہٗ کے نکاح کا اعلان شائع ہو چکا ہے۔ عزیز موصوف نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں مبلغ پانچ روپے شادی فنڈ میں مبلغ پانچ روپے درویش فنڈ میں۔ مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں۔ مبلغ پانچ روپے صدقہ فنڈ میں۔ مقامی جماعت کے سیکرٹری مال صاحب کے پاس جمع کرائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے اور ثمرات حسنہ سے نوازے۔ آمین۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان۔

۶- خاکسار کے بیٹے عزیز نصیر احمد امسال ڈی۔ اے۔ وی کالج جالندھر سے پری انجینئرنگ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے امسال انکو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گورو نانک انجینئرنگ کالج لدھیانہ میں الیکٹریکل انجینئرنگ میں داخلہ ملا ہے۔ یہ چار سالہ کورس ہے۔ اس موقعہ پر مبلغ ۵/- روپے شکرانہ فنڈ اور مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے احباب جماعت سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی عزیز کو نمایاں کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار- (ماسٹر) محمد ابراہیم درویش۔

۷- مکرم ڈاکٹر شریف احمد صاحب ابن مکرم محی الدین صاحب کنجو ڈاکٹری کا کورس اعلیٰ پوزیشن میں پاس کر کے ملازمت کے سلسلہ میں بلا دعربیہ گئے ہیں موصوف نے چار ہزار روپیہ درویش فنڈ میں دیتے ہوئے اپنی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے احباب کرام ڈاکٹر موصوف کے لئے دُعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں برکات دینی و دنیاوی سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار- کے محمد علوی مبلغ کردنا گپلی (کیرلہ)۔

درخواست دعا خاکسار کے والدین کی صحت و سلامتی اور بہن بھائیوں کے دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے نیز والد صاحب کے کاروبار میں برکت ترقی کے لئے تمام احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار- لبشارت احمد حیدر قادیان۔

دین کی باتیں سُنیں اور سُنائیں!

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

اور وقت آتا ہے جب اس کے دل سے تمہارے متعلق سب قسم کے شکوک و شبہات دُور ہو جائیں اور وہ تمہارا گہرا دوست بن جائے۔

قرآن کے بیان کردہ اندازِ دعوت اختیار کرنے والوں کے لئے جو شاندار نتائج ظاہر ہوتے ہیں مذکورہ الفاظ میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ بلکہ اسلامی تاریخ میں اس کی ہزاروں اور لاکھوں مثالیں موجود ہیں۔ اور کروڑوں نفوس نے قرآن کریم کے اس اندازِ دعوت کے شاندار عملی نتائج کا ذاتی مشاہدہ کیا۔

انہی آیات میں آگے چل کر پانچویں نمبر پر اس امر کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ دعوت الی اللہ کا کام کوئی آسان نہیں ہے۔ فرماتا ہے: اس کے لئے نہایت درجہ صبر و ثبات اور زبردست استقلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے ذاتی عملی تجربہ کی بنا پر بالکل سچ فرمایا ہے

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہیں
ہر قدم میں کوہِ ماراں ہر گزر میں دشتِ خار

بایں ہمہ اس دشتِ خار کو طے کرنے والے، ایسے میدان میں کود جانے والے ہمیشہ ہی پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ جو صبر و ثبات کے دامن کو تھامے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی بادِ مخالف اور رستوں کی کٹھنائیاں اُن کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں کرتیں۔ اس لئے کہ وہ "ذو حظٍّ عظیم" ہوتے ہیں۔ یعنی بڑے نصیب والے اور بڑے ہی خوش بخت۔ اُن کی یہ خوش بختی کچھ تو ان کی اپنی جرأتِ ایمانی۔ ضبطِ نفس۔ قدم قدم پر قربانی کے جذبہ سے پروان چڑھتی ہے۔ اور زیادہ تر دخل تو اس میں خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں کا ہے جس کے سبب ان کو ہر موقعہ پر ثباتِ قدم کی توفیق ملی۔ اور نفس کشی کا موقعہ پایا۔

پس یہ ہے دینی باتیں سُننے سُنانے کا وہ انداز جسے قرآن کریم نے ہر داعی الی اللہ کو اختیار کرنے اور اپنے لئے لائحہ عمل بنانے کی تلقین کی ہے۔ اور یہ ہیں اس کے شاندار ثمرات جس کے نتیجہ میں صبر و استقلال سے ان راہوں پر چلتے چلے جانے والا ذو حظٍّ عظیم یعنی بڑے نصیبے والا بن جاتا ہے۔ ہر ایسے شخص کا یہ نصیب جہاں خدا کے فضلوں سے ملتا ہے وہاں خدائی فضلوں کو جذب کرنے کے لئے انسان کی طرف سے بھی اس کی راہ میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے اور اسی کی ہر اس مومن بندے سے توقع کی جاتی ہے جو خدا کی طرف دعوت دینے اور دینی باتیں سُننے سُنانے کو اپنی زندگی کا معمول بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو ہی اس خوش بختی کا وارث بنائے۔ اور مومنوں کی جماعت میں یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ ہمیشہ ہی چلتا چلا جائے۔ آمین۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

گزشتہ مالی سال ۷۶ - ۱۹۷۷ء میں جن خوش نصیب جماعتوں نے مشخصہ بجٹ کے مطابق سو فیصد چندہ جات کی ادائیگی کی توفیق پائی تھی اُن کی فہرست سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرضِ دُعا بھجوائی گئی۔ حضور انور نے دُعا فرمانے کے بعد ایسی تمام جماعتوں کے لئے مندرجہ ذیل پیغامِ خوشنودی تحریر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ احسن جزاء دے"

اللہ تعالیٰ جملہ جماعتوں کو حضور انور کی دعاؤں کا مستحق ٹھہرائے۔ اور جو جماعتیں پیچھے رہ گئی ہیں انہیں موجودہ مالی سال میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

فہرست نمبر ۳

منظوری انتخاب قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی یکم مئی ۷۷ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۷۹ء منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں خدمتِ سلسلہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

	نام جماعت	نام قائد
۱-	جماعتِ احمدیہ دیو درگ	مکرم طاہر احمد صاحب۔
۲-	〃 〃 کانپور	〃 ظفر عالم خان صاحب
۳-	〃 〃 مریاکنی	〃 ٹی۔ کنجی صاحب۔
۴-	〃 〃 بھاگلپور	〃 منصور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔
۵-	〃 〃 خانپور ملکی	〃 سید اختر حسین صاحب بی۔ ایس سی۔
۶-	〃 〃 کوڈالی۔	〃 منصور احمد صاحب۔
۷-	〃 〃 بنگلور	〃 محمد ظفر اللہ صاحب۔
۸-	〃 〃 کٹک	〃 عبد الباسط خان صاحب۔
۹-	〃 〃 مدراس	〃 محمد احمد اللہ صاحب۔
۱۰-	〃 〃 اونہ گام	〃 ماسٹر خورشید احمد صاحب۔
۱۱-	〃 〃 ترک پورہ	〃 سعید احمد صاحب وانی۔
۱۲-	〃 〃 کیرنگ	〃 سیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔

تبدیلی ایڈریس

مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تبادلہ کٹک کیا گیا ہے۔ ان کا ایڈریس درج ذیل ہے۔ احباب اپنی خط و کتابت اُن کے موجودہ ایڈریس پر فرمائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

To, Sk. Abdul Haleem Sahib H.A.
Ahmadiyya Muslim Missionary,
Anjuman Ahmadiyya, Mangla Bagh,
CUTTAK PIN-753001.

VARIETY
CHAPPAL PRODUCTS KANPUR.
PHONES:- 52325/52686 P.P.
ورائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر
لیدر سول اور ربر شیٹ کے سینڈل
زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس کانپور
سکھنیا بازار ۲۹/۴۲

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS,
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS-600004.
PHONE No. 76360.
آٹو ونگس

تعلیم القرآن کے متعلق سندات خوشنودی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ:

"خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ ہر سہ تنظیموں کے افراد میں جو سب سے زیادہ تعداد میں افراد یا بچوں کو دوران سال ناظرہ و ترجمہ قرآن کریم پڑھائیں۔ ان تنظیموں کی معرفت انہیں سندات خوشنودی دی جایا کریں۔"

یہ سندات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جائیں گی۔ اس ہدایت کی تعمیل میں مئی ۱۹۷۶ء تا اپریل ۱۹۷۷ء کے دوران جن افراد نے مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام، قرآن کریم ناظرہ یا ترجمہ زیادہ افراد یا بچوں کو پڑھایا ہے، قائدین مجالس جائزہ لے کر ان کے اسماء پیش کریں۔ تا انہیں حضور ایدہ اللہ کی طرف سے سندات خوشنودی کا اجراء کیا جا سکے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

"قربانیوں کو انتہا تک پہنچانا ضروری ہے"

سب کو اسلام کی طرف لانا اور ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں لیکن یہ ہوگا ضرور اور ہوگا اس تھوڑے سے وقت میں انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے۔ اور اس کی بشارتوں کے مطابق جماعت احمدیہ کی دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے بھی کچھ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔ جس کے لئے ہمیں اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچانا ضروری ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بھی متعدد بار کہا ہے ہماری ذمہ داری یہ نہیں کہ دنیا کی ساری غیر مسلم آبادیوں کو مسلمان بنانے کیلئے جتنی رقم کی ضرورت ہے وہ ہم دیں یا جتنے مبلغین کی ضرورت ہے وہ ہم پیدا کریں کیونکہ ہمارے پاس نہ اتنا مال ہے اور نہ اس تعداد میں ہم آدمی دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ جتنی تمہاری استعداد ہے اس کے مطابق تم زیادہ سے زیادہ پیش کرو۔ اور جو کمی رہ جائے گی (اور کمی بہت بڑی ہے) اس قربانی اور کامیابی کے درمیان جو گیپ (GAP) ہے وہ بہت وسیع ہے۔ لیکن خدا کہتا ہے کہ وہ کمی میں پوری کر دوں گا۔ لیکن کروں گا اسی وقت جب تم اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچا دو گے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تصحیح اخبار بدر مورخہ ۳۰ جون کے صفحہ ۵ پر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کے بارہ میں ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کے شعر نمبر ۸ کے دوسرے مصرعہ کے ابتدائی حصہ سے رحلت کا سال نکلتا ہے مگر سہو کتابت اس شعر کے پہلے مصرعہ کو زیر خط کر کے اس پر حاشیہ ؎ کا نشان کر دیا گیا اور خط کے نیچے رحلت کا سال ۱۹۷۷ء بھی لکھ دیا گیا جو درست نہیں۔ درست کتابت اس طرح احباب اس کے مطابق تصحیح فرما لیں:-

طوطیٔ گلزار احمد ابو العطاء جالندھری ٭ خادمِ فضلِ عمرؓ زیب چمن رحلت کا سال

۱۹۷۷ء

(ایڈیٹر)

منظوری تقرر امیر جماعت احمدیہ یادگیر (کرناٹک سٹیٹ)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ کرم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیری کو آئندہ تین سال کے لئے (مئی ۱۹۷۷ء تا اپریل ۱۹۸۰ء) ہجرت ۱۳۵۶ ہش تا شہادت ۱۳۵۹ ہش امیر جماعت احمدیہ یادگیر مقرر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر مکرم سیٹھ صاحب موصوف کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور ان کو اپنی جماعت کی بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو یا ضعیف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تا وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے۔ تا ان کے روزے مقبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین۔

مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

تعمیر مساجد اندرون ہند

آپ کے مخلصانہ تعاون کی ضرورت

ہندوستان کی بعض احمدیہ جماعتیں جو مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے خرچ پر مساجد تعمیر نہیں کر سکتیں وہ مرکز سے مدد چاہتی ہیں۔ اور مرکز آپ سے مدد چاہتا ہے ایسے احباب کرام جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مالی فراخی بخشی ہے وہ اس کار ثواب میں حصہ لیں۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ جو شخص رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر مسجد تعمیر کرواتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ بھائی اور بہنیں جو اس بشارت کے مورد بنیں۔

ناظر بیت المال آمد
قادیان